عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۲۳ تا ۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۱۷

کیا اسلام کی اشاعت میں جبر و اکراہ کا دخل ہے؟

فتنہ پرور تحریکیں اور دینی دعوت کا طریقہ کار

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

ہر طرح کے تعویذ شرک نہیں

س:...... کیا ہر قسم کا تعویذ شرک ہے، خواہ گلے میں لٹکایا جائے یا بازو، پاؤں اور کمر وغیرہ پر باندھا جائے، کیا حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے؟

ج:...... ہر طرح کے تعویذ تو شرک نہیں، بلکہ ایسے تعویذ کی ممانعت ہے کہ جن میں شرکیہ کلمات لکھے جائیں یا ایسے کلمات لکھے جائیں کہ جن کے معنی معلوم ہی نہ ہوں، زمانہ جاہلیت میں مشرکین اسی قسم کے تعویذ اور دم وغیرہ کیا کرتے تھے، اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دم اور تعویذات سے ممانعت فرمادی۔ ورنہ قرآنی کلمات کے ذریعے سے دم کرنا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور تعویذ باندھنا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اگر یہ غلط ہوتا یا شرک ہوتا تو یہ حضرات ایسا کبھی نہ کرتے، اس لئے قرآن وحدیث میں جو کلمات وارد ہوئے ہیں، ان کے ذریعے دم کرنا بھی صحیح ہے اور تعویذ بنا کر گلے بازو وغیرہ میں باندھنا بھی صحیح ہے، البتہ ان تعویذات کو موثر بالذات نہ سمجھنا چاہئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے مرضی سے ہی اپنا اثر دکھاتے ہیں۔

”عن عوف بن مالک الا شجعی رضی اللہ عنہ قال کنا نرقی فی الجاھلیۃ فقلنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقی مالم یکن فیہ شرک“

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ:۳۸۸)

مردوں کو ہیرے کی انگوٹھی پہننا

س:...... کیا مردوں کے لئے ہیرے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے جبکہ اس انگوٹھی کا حلقہ چاندی کا ہی ہو؟

ج:...... ہیرے کی انگوٹھی ہو یا کوئی دوسرا نگینہ جڑا ہو، بشرطیکہ چاندی کا حلقہ ہو تو مردوں کے لئے ایسی انگوٹھی پہننا جائز ہے، لیکن چاندی کے حلقہ کا وزن ایک مثقال (ساڑھے چار ماشہ) سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ زیادہ وزن کی انگوٹھی پہننا بھی ممنوع ہے، خواہ چاندی کی ہی ہو اور ہیرے یا نگینہ وغیرہ کے وزن کا اعتبار نہیں صرف حلقہ ایک مثقال سے زیادہ کا نہیں ہونا چاہئے۔

غیر محرم سے پردہ کا حکم

س:...... کیا اپنے رشتہ داروں سے یعنی دیور، جیٹھ، بہنوئی، خالہ زاد پھوپھی زاد وغیرہ سے بھی ایسا ہی پردہ ہے جیسا کہ اجنبی لوگوں سے کرنا چاہئے؟ یا اس میں کچھ فرق ہے؟

ج:...... غیر محرموں سے پردہ کرنا ضروری ہے اور غیر محرم وہ لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ زندگی میں کسی بھی وقت نکاح ہوسکتا ہے، جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، خالہ زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، تایا زاد، اسی طرح خالو، پھوپھا وغیرہ، پردے میں تو کچھ فرق نہیں، البتہ اجنبی لوگوں سے تو بات چیت کی ضرورت کم ہی پیش آتی ہے، جبکہ غیر محرم رشتہ داروں کا گھر میں آنا جانا ہوتا ہے، اس لئے اگر شدید ضرورت ہو تو پردہ کے ساتھ ضرورت کی حد تک گفتگو کی جائے، بلاضرورت گفتگو کرنا یا ہنسی مذاق کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۲۳تا۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ رمئی ۲۰۱۶ء — شمارہ:۱۷

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حیات عیسیٰ علیہ السلام	۴	اداریہ
کیا اسلام کی اشاعت میں جبر و اکراہ کا دخل ہے؟	۶	مولانا محمد اسرار الحق قاسمی
فتنہ پرور تحریکیں اور دینی دعوت کا طریقہ کار	۱۰	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
ہمارا خاندانی نظام مغرب کی نقالی کی زد میں	۱۲	مولانا زاہد الراشدی
نزول عیسیٰ علیہ السلام	۱۷	مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
ختم نبوت کانفرنس، بنوں	۲۰	مولانا محمد سلمان، بنوں
ختم نبوت کانفرنس، لکی مروت	۲۳	مولانا محمد ابراہیم ادہمی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۱	ادارہ
تحریک پاکستان میں علماء کا کردار	۲۴	مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حیات عیسیٰ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ایک سوال کے جواب میں ’’حیات عیسیٰ علیہ السلام‘‘ پر مختصر کلام فرمایا تھا، جسے آج کی صحبت میں قارئین کے استفادہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام اُمتِ محمدیہ... علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام... کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، قربِ قیامت میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں جب کانا دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اُتریں گے۔

یہاں تین مسئلے ہیں:

۱:...حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا۔

۲:...آسمان پر ان کا زندہ رہنا۔

۳:...اور آخری زمانے میں ان کا آسمان سے نازل ہونا۔

یہ تینوں باتیں آپس میں لازم وملزوم ہیں، اور اہلِ حق میں سے ایک بھی فرد ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا قائل نہ ہو۔

پس جس طرح قرآن کریم کے بارے میں ہر زمانے کے مسلمان یہ مانتے آئے ہیں کہ یہ وہی کتاب مقدس ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، اور مسلمانوں کے اس تواتر کے بعد کسی شخص کے لئے یہ گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ اس قرآن کریم کے بارے میں کسی شک وشبہ کا اظہار کرے۔ اسی طرح گزشتہ صدیوں کے تمام بزرگانِ دین اور اہلِ اسلام یہ بھی مانتے آئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں دوبارہ زمین پر اُتریں گے۔ اس لئے نسلاً بعد نسل ہر دور، ہر زمانے، ہر طبقے اور ہر علاقے کے مسلمانوں کا عقیدہ جو متواتر چلا آتا ہے، کسی مسلمان کے لئے اس میں شک وشبہ اور تردد کی گنجائش نہیں، اور جو شخص ایسے قطعی، اجماعی اور متواتر عقیدوں کا انکار کرے وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے۔

۱۸۸۴ء تک مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ تھے اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہونے والے تھے، چنانچہ وہ ’’براہین احمدیہ‘‘ حصہ چہارم میں (جو ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی) ایک جگہ لکھتے ہیں:

’’حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔‘‘ (ص:۳۶۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔‘‘

یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبہ کاملِ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘ (ص:۴۹۸، ۴۹۹)

ایک اور جگہ اپنا الہام درج کر کے اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

’’عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم و ان عدتم عدنا و جعلنا جھنم للکفرین حصیرًا۔

خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رُجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رُجوع کریں گے، اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔...... یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے، اور حق محض جو دلائلِ واضحہ اور آیاتِ بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین سے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دُنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلالِ الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے۔‘‘ (ص:۵۰۵)

مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح ہے کہ ۱۸۸۴ء تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے اور قرآن نے ان کے دوبارہ دُنیا میں آنے کی پیش گوئی کی تھی۔ قرآن کریم کے علاوہ خود مرزا صاحب کو بھی ان کے نازل ہونے کا اِلہام ہوا تھا۔ ۱۸۸۴ء سے لے کر اب تک نہ عیسیٰ علیہ السلام دُنیا میں دوبارہ آئے ہیں، اور نہ ان کی وفات کی خبر آئی ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی پیش گوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اُمتِ اسلامیہ کے چودہ سو سالہ متواتر عقیدے کی روشنی میں ہر مسلمان کو یقین رکھنا چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ آسمان سے نازل ہو کر دوبارہ دُنیا میں آئیں گے، کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر اَحادیث میں ان کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی فرمائی ہے، مرزا صاحب ’’اِزالہ اوہام‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’مسیح ابنِ مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجے کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے۔ اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ اِنجیل بھی اس کی مصدق ہے، اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرتِ دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا، اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی، اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں...... مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ بھی اسلام میں پیدا ہو گیا جس کا قدم دن بدن اِلحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے۔‘‘ (اِزالہ اوہام ص:۵۵۷)

مرزا صاحب کے ان حوالوں سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوئیں:

اوّل:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دُنیا میں تشریف لانے کی قرآن کریم نے پیش گوئی کی ہے۔

دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر اَحادیث میں بھی یہی پیش گوئی کی گئی ہے۔

سوم:... تمام مسلمانوں نے باتفاق اس کو قبول کیا ہے، اور پوری اُمت کا اس عقیدے پر اِجماع ہے۔

چہارم:... اِنجیل میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی اس پیش گوئی کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔

پنجم:... خود مرزا صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی اِطلاع اِلہام کے ذریعے دی تھی۔

ششم:... جو شخص ان قطعی ثبوتوں کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کو نہ مانے، وہ دینی بصیرت سے یکسر محروم اور ملحد و بے دین ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

کیا اسلام کی اشاعت میں جبرواکراہ کا دخل ہے؟

مولانا اسرارالحق قاسمی، انڈیا

موجودہ صدی میں مسلمانوں کی تذلیل وتحقیر اور عالمی منظرنامے پر ان کی شبیہ خراب کرنے کے لئے جو منظم سازشیں ہورہی ہیں، ان ہی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ عیسائی مشنریز اور ایسی تمام قوتیں جو اسلام کو ایک آفاقی اور تاریخ کے ہر دور اور ہر موڑ پر انسانیت کی رہبری اور رہنمائی کرنے والے مذہب کے طور پر تسلیم نہیں کرتیں، وہ وقتاً فوقتاً اسلام کی بنیادی تعلیمات، قرآن کریم، احادیث کے معتدبہ حصے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو اپنے اوچھے اور بکواس اشکالات و اعتراضات کا نشانہ بناتی رہتی ہیں، ان ہی اشکالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نعوذباللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کو پھیلانے اور عام کرنے کے لئے تلوار کا سہارا لیا اور ان کی زندگی میں جتنے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوئے وہ اپنی مرضی وخواہش سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے زور شمشیر سے داخل ہوئے، حالانکہ تاریخی حقائق ان کی اس بے ہودہ گوئی کا صاف اور صریح طور پر انکار کرتے ہیں۔

اگر آپ تبلیغ اسلام کے ابتدائی ادوار اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی و مدنی زندگی کا منصفانہ مطالعہ کریں تو آپ کو صاف طور پر محسوس ہوگا کہ اسلام کی اشاعت کا آغاز اجنبیت اور کمزوری کے دور میں شروع ہوا اور پھر جب مسلمانوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور کفار ومشرکین اور یہودیوں کی متعدد جماعتوں سے جو جنگیں ہوئیں وہ سب انتہائی مجبوری میں ہوئیں ورنہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا صلح پسند اور امن جو انسان روئے زمین نے آج تک نہیں دیکھا، ہر موقع پر آپ نے کشت و خون اور جنگ وجدال کو ٹالنے کی کوشش کی مگر جب فریق مخالف مرنے مارنے پر ہی آمادہ نظر آیا تب ہی آپ نے اپنے اصحاب کو تلوار اٹھانے کی اجازت دی، پھر دوران جنگ بھی آپ نے اپنے مجاہدین کو انسانی اصول واقدار کا حد درجہ پابند رکھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لئے رحمت و رأفت بنا کر بھیجے گئے تھے اور انسانی حرمت آپ کے نزدیک سب سے اعلیٰ و برتر تھی، عہد نبوی کی جنگوں میں جو جانوں کا اتلاف ہوا اس سے کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا انسان با آسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں زور زبردستی اور تیغ و تفنگ کا عمل دخل بالکل بھی نہیں تھا اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا تھا جبکہ اللہ صاف طور پر ''لا اکراہ فی الدین'' اور ''لکم دینکم ولی دین'' کا اعلان کر چکا تھا، اسلام کی اشاعت میں اصالۃً بے مثال سیرت نبوی اور آپ کے اصحاب کے کردار وعمل کا دخل رہا، انہوں نے جس ملک یا شہر کو فتح کیا تو حسب روایت وہاں تباہی وتاراجی مچانے کی بجائے وہاں کے لوگوں کو امان دیا، انہیں پُرامن طور پر اسلام کی دعوت دی اور اگر انہوں نے نہیں مانا تو بہت معمولی جزیہ کے عوض انہیں ان کے دین پر چھوڑ دیا، عیسائیت اور استشراق کی جانب سے اسلام کی شبیہ کو خراب کرنے والا یہ اعتراض بلکہ اتہام اور بہتان کتنا صریح جھوٹ ہے کہ خود کئی ایک مستشرقین نے اپنی کتابوں میں اس کی تردید کی ہے، معروف مستشرق عالم ٹامس کارلائل (۱۷۹۵ء) نے اپنی کتاب: "On Herose, Hero-worship & the Heroic in History" میں جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے سردار کے طور پر مانا اور پیش کیا ہے، وہیں اس نے اسلام کی اشاعت میں تلوار کے عمل دخل کو قطعاً جھوٹ اور یاوہ گوئی قرار دیتے ہوئے یہ لکھا ہے:

''یہ عقل میں آنے والی بات ہی نہیں کہ ایک شخص جو اپنے دعوت کے ابتدائی دنوں میں بالکل تن تنہا ہو، کوئی اس کو ماننے والا نہ ہو، وہ اکیلے پوری قوم اور جماعت کے خلاف تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور انہیں اپنے آپ کو منوانے پر مجبور کردے۔'' (محمد المثل الاعلیٰ، تعریب: محمد السباعی، ص: ۲۱، مکتب النافذہ مصر ۲۰۰۸ء)

کارلائل کے علاوہ بھی متعدد مسیحی اور مستشرق علماء، ادبا اور شعراء نے اس بات کا نہ صرف اعتراف کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سراپا رحمت تھی بلکہ انہوں نے انصاف پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے اپنے طور پر دلائل کے ذریعے اس کو ثابت بھی کیا ہے گو کہ ان کے مقابلے میں سیرت نبوی اور اسلام کو اپنے سطحی اعتراضات و

اشکالات کا نشانہ بنانے والوں کی تعداد زیادہ رہی اورانہوں نے پورے زور وشور سے اسلام کی شبیہ کو داغدار کرنے کی مہم جاری رکھی اور آج کے ابلاغی وسائل کی بہتات اور بے پناہ کثرت کے دور میں وہ پہلے سے بھی زیادہ زور وشور سے اپنی یہ ناپاک مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کیا دین مسیحی میں قتال کا تصور نہیں؟

قبل اس کے کہ ہم اسلام پر عیسائی مشنریز کی جانب سے تشدد پسندی وانتہا پسندی کے الزامات کا تحقیقی جواب دیں، مناسب سمجھتے ہیں کہ اس خیال اور عام طور پر پھیلے ہوئے تصور کی حقیقت واضح کر دی جائے کہ یہ مسیحیت مطلقاً جنگ وجدال اور قتال کا انکار کرتی ہے، عیسائیوں سے پوچھا جانا چاہئے کہ انجیل متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب جو یہ قول منسوب ہے:

”تم یہ مت سمجھو کہ میں زمین میں صلح و سلامتی قائم کرنے کے لئے آیا ہوں بلکہ میں تو تلوار لے کر آیا ہوں، میں اس لئے آیا ہوں کہ انسان کو اس کے باپ کے خلاف کھڑا کردوں، بیٹی کو اس کی ماں کے خلاف اور چوپایوں کو چرواہوں کے خلاف، انسان کے دشمن اس کے گھر والے ہی ہوتے ہیں، جو شخص بھی اپنی ماں یا باپ سے مجھ سے زیادہ محبت کرے تو وہ مجھ سے دور ہے، جو شخص اپنے بیٹے یا بیٹی سے مجھ سے زیادہ محبت کرے وہ بھی مجھ سے دور ہے، جو شخص اپنی صلیب نہ لے اور میری اتباع نہ کرے وہ مجھ سے دور ہے، جس نے زندگی کو پالیا (یعنی اپنے لئے اسے گزار دیا) اس نے دراصل اپنی زندگی کو گنوا دیا اور جس نے میری خاطر اپنی زندگی گنوادی تو گویا اس نے اپنی زندگی کے مقاصد کو پالیا۔“ (باب:۱۰، آیت ۳۵)

اس کا آخر ہم کیا مطلب نکالیں! ہم نام نہاد عیسائیت کے علمبرداروں کے قول کو مانیں اور انجیل کی تکذیب کریں یا ان کو جھوٹا سمجھیں اور انجیل کے بیان کو صحیح اور سچ مانیں!!

یہودیت اور تشدد پسندی:

جہاں تک بات تورات کی ہے تو اس کے اندر تو ابھی بھی بے شمار ایسے مقامات ہیں، جہاں جنگ وجدال اور قتال کی مشروعیت کی بات کی گئی ہے، مزید یہ کہ دین موسوی کے حوالے سے جو شدت پسندی کی باتیں عام طور پر مشہور ہیں اور واقعتاً بھی اس شریعت میں جو کم سے کم گنجائش اور سہولت کے مواقع پائے جاتے تھے (اگر چہ ان کی کچھ وجہیں بھی تھیں) اس سے بھی ہم اچھی طرح واقف ہیں اور ان دونوں معروف سماوی شریعتوں کے خلاف اسلام نے جنگ اور قتال کے جو اصول متعین کئے اور ان پر جس اہتمام کے ساتھ خود ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور مجاہدین اسلام نے سختی کے ساتھ عمل کیا اور جس طرح سے قرن اول میں مسلمانوں میں انسانی اقدار کے تحفظ وتکریم کی تابناک مثالیں پیش کیں وہ اپنے آپ میں لازوال ہیں اور اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اسلام کی اشاعت میں تلوار یا زور زبردستی کا ادنیٰ دخل بھی نہیں رہا۔

اس کے برخلاف عیسائیت کے ماننے والوں کی پوری تاریخ بے قصور انسانوں کے خون سے گلنار ہے، ماضی میں رومیوں نے بے شمار انسانوں کو تہ تیغ کیا، متعدد یورپی قوموں نے انسانی خون کو پانی کی طرح بہایا، گیارہویں بارہویں صدی عیسوی میں جو سلسلہ وار جنگیں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھیں وہ خود عیسائیوں نے ہی بھڑکائی تھیں، چپے چپے سے ان کی افواج نے جمع ہو کر اسلامی مملکت و خلافت پر حملے کئے، مسلمانوں کو قتل کیا اور اس اندوہناک انسانیت کش مہم کی پشت پر اعلانیہ طور پر ان کے مذہبی رہنما، راہب اور پاپاؤں کا ہاتھ رہا، یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جن کا انکار نہ تو مسیحی علما کر سکتے ہیں اور نہ ہی مستشرقین۔

پھر بیسویں صدی میں جو پوری دنیا میں صلیبی حکومت قائم کرنے کے جنون میں دنیا کے طول وعرض پر حملے کئے گئے، وہ سب بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہی ہیں، تاریخ میں برطانیہ، روم، اٹلی، فرانس اور امریکی اتحاد کے ترجمان لارڈ لینی کا وہ قول بھی محفوظ ہے جس میں اس نے ۱۹۱۸ء میں پہلی عالمی جنگ کے اختتام اور بیت المقدس پر قبضے کے موقع پر کہا تھا کہ صلیبی جنگوں کا اختتام تو اب ہوا ہے۔ اسی موقع پر فرانسیسی ترجمان نے دمشق میں اسلامی قائد سلطان صلاح الدین ایوبی کی قبر کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ صلاح الدین! ہم واپس آگئے۔

بوسنیا، چیچنیا، ہرزگوینا اور متعدد افریقی ملکوں میں جو مسلمانوں کی جان، مال اور عزت وآبرو پر بے تحاشا ڈاکے ڈالے گئے وہ بھی صلیبیت کے ہی نام پر تھے، حالانکہ ان سب کے برخلاف اسلام نے اپنے تمام تر تاریخی مراحل میں اپنی صاف شفاف اور روشن تعلیمات کے ذریعے انسانی قلوب کو مسخر کیا۔ عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات، جنگ و امن کے دوران دی جانے والی اس کی ہدایتیں، غلبہ اور فتح کے دوران اس کی انسانیت نوازی پر مبنی تعلیم اور اس کے مبنی برانصاف سیاسی نظام نے لوگوں کو ہر دور میں اپنی جانب مائل کیا اور وہ اس کی صداقت و حقانیت کے قائل ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے، اسلامی قلم رو میں جو دوسرے مذاہب کو ماننے والی قومیں رہتی تھیں انہیں پوری امان ملتی تھی، ایسی جیسی

ان کے اپنے ہم مذہب بادشاہ بھی نہیں دیتے تھے۔

اسلامی دعوت کی تاریخ اور فرضیت جہاد کے اسباب:

اسلام کے مزاج میں سلامتی اور صلح جوئی کا عنصر شامل ہے تو پھر اس نے جہاد کو فرض کیوں قرار دیا؟

یہ ایک اہم سوال ہے اور اس کا جواب ہمیں اسلام کے بالکل ابتدائی دور، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، خلفائے راشدین، دیگر اصحاب و تابعین اور موجودہ اسلامی تاریخ سب کو سامنے رکھتے ہوئے تلاش کرنا ہوگا، ویسے یہ تو ایک واضح سچائی ہے کہ باوجودیکہ کم وبیش ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے دنیا کے ایک بڑے حصے پر حکومت کی لیکن آج بھی ان کی تعداد دنیا کی مجموعی آبادی کا زیادہ سے زیادہ ۲۲ فیصد ہے، یعنی سات ارب میں سے ایک ارب ستر کروڑ کے لگ بھگ، یہ بھی اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ مسلمانوں نے دین کی اشاعت میں زبردستی سے کام نہیں لیا کیونکہ اگر وہ چاہتے تو کم از کم اپنی سیاست کے عروج کے زمانے میں تو ایسا کر ہی سکتے تھے کہ دنیا بھر کی قوموں کو شمشیر کی نوک پر اسلام کے دائرے میں داخل کر لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

۱:... بعثت کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال تک مقیم رہے، اس دوران آپ نے مکہ والوں کو توحید، رسالت اور قرآنی و اسلامی تعلیمات کو قبول کرنے کی دعوت دی، اس دوران مکہ کے بہت سے خوش نصیب افراد نے ایمان قبول بھی کیا، ان میں اشراف قوم بھی تھے اور کم درجے کے لوگ بھی البتہ نچلے درجے کے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی اور اس حقیقت میں کوئی دو رائے نہیں ہوسکتی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا مال و دولت نہیں تھا کہ جسے لوگوں میں تقسیم کر کے انہیں اسلام کی طرف راغب کرتے، یہی وجہ ہے کہ اسلام لانے کی پاداش میں مسلمانوں اور ان میں سے بھی فقراء اور غرباء اور کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والوں کو کفار مکہ کی جانب سے سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن چونکہ انہوں نے کسی ظاہری لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ دل کی رضا سے اسلام قبول کیا تھا، اس لئے ان کے ایمان ویقین میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی بلکہ انہیں جتنا زیادہ تکلیفوں سے گزارا گیا، ان کی قوت ایمانی میں اتنا زیادہ اضافہ ہوتا گیا، یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس دور میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس میں کسی شخص نے اسلام لانے کے بعد اس دین سے نفرت اور ناپسندیدگی کی وجہ سے ردت اختیار کر لی ہو یا اسے کفار ومشرکین کے مکر وفریب نے اپنے دین اور مذہب سے بیزار کر دیا ہو بلکہ اس کے برخلاف ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جن میں بعض مسلمانوں کو جب اسلام کے راستے میں سخت سے سخت عذاب دیا گیا انہیں آگ میں ڈالا گیا یا جلتی ہوئی ریت پر کھلے بدن گھسیٹا گیا تو انہیں ایک خاص قسم کی روحانی لذت ٹھنڈک اور حلاوت محسوس ہوئی۔

۲:... پھر جب کفار مکہ کی جانب سے اذیتوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا اور مسلمانوں کے لئے مکہ میں رہنا نہایت ہی ناممکن ہوگیا تو اللہ کے نبی نے بعض کمزور اور مصیبت زدہ مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی، چنانچہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے حبشہ کی جانب ہجرت کر لی پھر اس کے بعد ہجرت کبریٰ یعنی مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کا واقعہ رونما ہوا، اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام صحابہ کرام بھی شامل تھے جنہوں نے محض اسلام کی حفاظت اور دین کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر اپنے گھر بار، آل اولاد اور اموال و جائیداد تک کو چھوڑ دینا گوارا کر لیا، مدینے کے قیام کے دوران شروع کے ایک ڈیڑھ سال تک آپ وہاں کے لوگوں کو انتہائی پرامن طریقے سے حکمت و موعظت کے ساتھ دین کی تبلیغ کرتے رہے، مدینے کے بہت سے لوگ اور قبیلے مدینے میں آپ کی آمد سے پہلے ہی مکہ جا کر اپنی مرضی اور دلی خوشی کے ساتھ اسلام قبول کر چکے تھے۔ مکہ کے تیرہ سال اور مدینہ کے تقریباً ڈیڑھ سالوں کے درمیان مسلمانوں کی جو حالت تھی وہ سیرت وتاریخ کی کتابوں میں موجود ہے اور اسے جاننے اور پڑھنے کے بعد کوئی ناعقل، متعصب اور بغض حسد کے خطرناک مرض کا شکار شخص ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ جتنے بھی لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ خارجی دباؤ، ڈر، خوف یا لالچ کی وجہ سے کیا۔

(جاری ہے)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

فتنہ پرور تحریکیں اور دینی دعوت کا طریقۂ کار

"۱۱راگست ۱۹۸۶ء مشرقی افریقہ کے ملک "برونڈی" کے دارالحکومت "بوجمبورہ" میں علماء، مبلغین اور داعیین کے ایک اجتماع سے کیا گیا خطاب۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

تمام تعریفیں اس پروردگار عالم کو سزاوار ہیں جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی، ہمیں اخوت ایمانی کے بندھن کے ساتھ مضبوط جوڑ دیا اور ہمیں بہترین امت بنا کر لوگوں کی رہنمائی اور فلاح و بہبود کے لئے مبعوث فرمایا، لاکھوں درود وسلام ہوں خاتم الانبیاء سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس پورے عالم کے لئے سراپا رحمت اور صراط مستقیم کی طرف بلانے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واصحاب "رضی اللہ عنہم" پر جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب تربیت فرمائی اور بے مثال تزکیہ فرمایا، جس کی بدولت وہ ہادی اور مہدی کے اس لازوال منصب پر فائز ہوئے کہ شہروں اور قصبوں پر فتح کے جھنڈے لہرانے سے پہلے انہوں نے لوگوں کے دلوں کو فتح کرلیا اور خدا کے بندوں کو انسانوں کی غلامی اور ان کی پرستش سے نکال کر ایک خدا کی غلامی، بندگی اور عبادت پر ڈال دیا اور تمام باطل مذہبوں کے ظلم وستم کی دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کی جان کی خلاصی کرائی اور انہیں سچے مذہب اسلام کے عدل وانصاف کا دل دادہ بنا دیا۔ اسی طرح انہیں تنگ وتاریک عالم سے نکال کر فراخ روشنی کے راستوں پر ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ رحمت ومغفرت فرمائے ہر اس شخص کی جو رہتی دنیا تک ان کے نقش قدم اور مشن کو لے کر چلے، پذیرائی بخشے اور عام کرے۔ آمین یارب العلمین

میرے انتہائی واجب الاحترام داعیان کرام!

اللہ رب العزت نے اس عالم کو وجود میں لا کر اس میں بسنے والے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا اور پھر اس قصر نبوت ورسالت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طرۂ امتیاز سے نواز کر کامل اور مکمل فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو آخری دین اور کتاب کو آخری کتاب اور اس امت کو آخری امت کے شرف سے نوازا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، قصر نبوت کی آخری اینٹ ثابت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع قرار پایا تو اس امت پر نبیوں والے کام (دعوت کے فریضے) کو ڈال دیا گیا، چناں چہ ارشاد خداوندی ہوا:

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ۔" (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے بھیجی گئی ہو، تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا نقشہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جن حالات میں ہوئی ہم سب اس سے بخوبی واقف ہیں، اس وقت لوگوں کا اپنے خالق و مالک سے تعلق منقطع ہو گیا تھا، وہ ان بتوں کو پوجتے تھے جنہیں اپنے ہاتھوں سے پتھر اور لکڑیوں میں سے تراشتے تھے اور انہیں سے ڈرتے اور خوف کھاتے تھے، بالکل ایسے ہی انہوں نے آپس کے تعلقات کو بھی تہ و بالا کیا ہوا تھا، صلہ رحمی نام کی کوئی چیز ان کے ہاں متعارف نہیں تھی، مسکینوں اور یتیموں کے مال ومتاع کو ظلماً ہڑپ کرنا ان کا شیوہ بن چکا تھا، وہ طرح طرح کی برائیوں کا ارتکاب کرتے تھے اور پاک دامن عورتوں کی عزتوں کو جھوٹی تہمتیں لگا کر داغ دار بناتے اور ان کے ہاں حلال وحرام کے مابین امتیاز بالکل مٹ چکا تھا، ان حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی اس گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا اور بندوں کا اپنے خالق حقیقی سے ناطہ جوڑ دیا اور انہیں صرف ایک خدا کی عبادت و بندگی پر اکٹھا کر کے تمام جھوٹے خداؤں سے منہ موڑ دیا اور لوگوں میں اخوت ایمانی کے سلسلے کو مستحکم فرمایا اور انہیں سچائی، حق گوئی، دیانت داری اور صلہ رحمی کی پاس داری کا حکم دیا اور اسی طرح لوگوں کو برائی سے دور بھاگنے اور بھلائی، خیر خواہی، انفاق فی سبیل اللہ، ضعفاء، نادار، فقراء اور مساکین پر رحم وشفقت کرنے اور آپس میں نیکی میں تعاون کرنے اور تقویٰ کی تعلیم پر زور دیا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس نیک کام کی طرف

دعوت دی جو نفس کے تزکیہ کے ساتھ ساتھ اپنے رب سے تعلق جوڑ دے اور آپس میں صلہ رحمی کے رشتہ کو مضبوط و مستحکم کردے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دی اور برائیوں سے پاک اور عمدہ صفات کے ساتھ آراستہ فرمایا، یہاں تک کہ ایک ایسی جماعت اور معاشرہ تیار ہوگیا کہ اس کی کوئی مثال ماضی میں گزری ہے اور نہ مستقبل میں کوئی مل سکتی ہے، وہ سب آپس میں بھائی بھائی ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، یک دل و جاں بن گئے، بالکل ایک ایسی عمارت کی طرح کہ جس کے بعض اجزا دوسرے کا سہارا بنے ہوتے ہیں، چناں چہ اللہ رب العزت نے ان کی اس حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ۔“ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں کفار پر بڑے سخت اور آپس میں انتہائی رحیم ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔“ (الحشر:۹)

ترجمہ: ”اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود بھوکے کیوں نہ ہوں۔“

یہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امانت دار، ہر دل عزیز اور رہنما ساتھی۔ جنہوں نے اس دینی امانت کو ہاتھوں ہاتھ لے کر قریہ قریہ اور بستی بستی چار دانگ عالم میں پھر کر اس نور ہدایت کو عام کیا اور امن وسلامتی کا پرچار کیا۔

مکی زندگی کا اجمالی نقشہ:

یہ وہی پوری انسانیت کے لئے رحمت وسلامتی ہے، اسی کے سائے میں صدیوں تک مسلم وغیر مسلم امن وسکون کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ عادت اور سنت رہی ہے کہ حق و باطل کے درمیان معرکہ کارزار گرم رہا ہے اور انبیا علیہم السلام اور ان کے ساتھیوں (اللہ کی جماعت) کا شیطان اور اس کے حواریوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ برپا رہا، چناں چہ مکہ مکرمہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان ٹکراؤ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی، اگرچہ مسلمان نہ ہونے کے برابر اور قلیل تعداد میں تھے، مگر انہوں نے وقت کے ان فرعونوں کا مقابلہ کرتے وقت صبر وہمت کا دامن تھامے رکھا اور عفو ودرگزر سے کام لیا اور وہ استقامت فی الدین پر ڈٹے رہے اور ان سب مصائب وآلام کے باوجود حکمت ونرمی کے ساتھ ان کو دین کی دعوت دیتے رہے تا آں کہ انہیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی، جہاں انہوں نے کفر کے مقابلے کے لئے تلواروں کو سونت لیا اور علم جہاد کو بلند کیا۔

مدنی زندگی کا اجمالی نقشہ:

مدینہ منورہ میں جب مسلمانوں کی الگ قوت و ریاست، قومی یکجہتی اور بے مثال اخوت وجود میں آئی تو انہوں نے اپنی تمام تر توجہات کو ان فتنہ انگیز قوتوں کے قلع قمع کرنے کی طرف مبذول کرلیا، یہود ونصاریٰ اور منافقین نے سرزمین مدینہ میں جب اپنی قوت و طاقت اور رعب ودبدبہ کے سورج کو غروب ہوتے دیکھا تو انہوں نے پینترا بدل کر سازش ودھوکہ بازی اور مکاری وعیاری کو اپنا دست وبازو بنالیا، ایک مرتبہ کسی یہودی رئیس کا انصار کی مجلس پر سے گزر ہوا جو اوس اور خزرج کے درمیان محبت والفت کے پھول پرونے میں مصروف تھی، اسے ان کی اس محبت والفت اور اتحاد کو دیکھ کر شرارت سوجھی اور اس کا سینہ بغض وحسد کے لاوے سے پھٹنے لگا، اس نے ایک گویّے کو اس مجلس میں جاہلیت کی اوس وخزرج کے درمیان ہونے والی جنگوں کے متعلق گانا گانے کو کہا، اس بدبخت نے جاکر اس مجلس میں یہ گانے گائے اور لوگوں کی جاہلی غیرت کو للکار کر بھڑکا دیا، بات اسلحہ تک جا پہنچی اور قریب تھا کہ ایک گھمسان کی لڑائی شروع ہوجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اس مجلس کی طرف چل دیے اور یہودی سازش کی لگائی ہوئی آگ کو بجھا کر اس یہودی منصوبہ کو ناکام بنادیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی اور لوگوں کو نصیحت کرکے انہیں اس جلد بازی اور جاہلیت پر ڈانٹا اور تنبیہ فرمائی اور ان کو اللہ کی وہ نعمت یاد دلائی جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عظیم احسان فرمایا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔“ (آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہے کہ جب تم ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال کر جوڑ دیا، جس کی بدولت تم سب بھائی بھائی بن گئے۔“

انصار نے جب یہ سنا تو رو پڑے اور بہتے ہوئے آنسوؤں میں ایک دوسرے کو گلے لگایا۔

منافقین کون؟

انہی یہود ونصاریٰ اور مشرکین میں سے بعض لوگ وہ تھے جو اپنی سازشوں، دھوکے بازیوں، عیاریوں اور مکاریوں کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش میں اسلامی لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے لگے، جب کہ قرآن کریم نے انہیں منافقین کا نام دے کر سورۃ البقرۃ میں یہ اعلان فرمایا:

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ يُخٰدِعُوْنَ

اَللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ۔" (البقرہ:۹،۸)

ترجمہ:"لوگوں میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں، حالاں کہ وہ ایمان نہیں لائے، وہ (اپنے زعم میں) اللہ اور مؤمنین کو دھوکہ دے رہے ہیں، مگر وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، اور اس کا انہیں احساس تک نہیں۔"

سبائی فتنہ:

ان منافقین کی سرتوڑ کوششوں میں سے ایک کوشش مسلمانوں کی صفوں میں ہیجان اور شور برپا کرنا تھا، خلیفہ راشد سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ان بدقسمت لوگوں نے ایسے نت نئے افکار اور فتنے گھڑنا شروع کردیے جنہیں اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دُور کی مناسبت بھی نہیں تھی، ان من گھڑت فتنوں میں سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کا درجہ دینا اور اسی طرح عقیدہ و رجعت (یعنی حضرت علیؓ کا دوبارہ دنیا میں لوٹ کر آنا) نہ جانے اس طرح کی نوعیت کے کتنے فتنہ انگیز اور شرپسند عقائد متعارف کرائے تھے، ان تمام سازشوں اور فتنوں کا سرغنہ یمن کا یہودی نژاد باشندہ عبداللہ بن سبا تھا، جس نے اسلام اور اہل بیت کی جھوٹی محبت وعقیدت کا نعرہ لگا کر اس کی خوب نشر و اشاعت کی، جب اس کفریہ اور باطل عقیدہ کی خبر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو موصول ہوئی تو آپؓ نے انہیں توبہ کرنے کو کہا، مگر جب اس نے ان کی ایک نہ سنی اور انکار پر ڈٹا رہا، جس کی اصل وجہ یہودیوں کی منظم اور مستحکم منصوبہ بندی تھی، تب آپؓ نے ان سب کو آگ میں جلانے کا حکم صادر فرمایا، یہی وجہ ہے کہ اُمت اس وقت سے آج تک سبائی فتنے سے نبرد آزما چلی آرہی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس اُمت کی ان خطرناک فتنوں کے شر سے حفاظت اور ان کے مقابلے میں نصرت فرمائے۔ آمین۔

محترم سامعین حضرات علماء کرام و داعیانِ اُمت! آج چوں کہ اس سبائی فتنے نے کمر کس کر بڑے زور اور شور سے سر اُٹھایا ہے اس لئے ہم سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے، اُمت مسلمہ کے سامنے ان کے تمام باطل عقیدوں، تباہ کن سازشوں اور ان کے پھیلائے ہوئے زہر سے پردہ اٹھا کر ان کی حقیقت واضح اور ظاہر کردیں تاکہ ان کے پھیلائے ہوئے مکر و فریب کے جالوں میں کوئی ان جان مسلمان پھنس کر اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی مسلمان اور نصاریٰ کے درمیان حق و باطل کے ٹکرانے کا سلسلہ شروع ہوا تھا چناں چہ نجران کے عیسائی علماء کا وفد مدینہ منورہ کو روانہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو موضوعِ سخن بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی حکمت و بردباری کا اظہار فرماتے ہوئے ان کے سامنے دلائل حقہ اور واضحہ کو پیش فرمایا، چناں جب سورۃ آل عمران کی آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئیں تو ان کا دعویٰ اور دلائل ھباء منثوراً بن کر رہ گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے بارے میں عیسائی عقائد کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آگئی، چناں چہ ارشاد خداوندی ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ۔" (لقمٰن:۳۴)

ترجمہ: "وہی خدا قیامت کے علم کو جاننے والے ہیں اور بارش نازل فرماتے ہیں اور مادر رحم میں چھپی اولاد کو بھی جانتے ہیں۔"

غرض کہ اس کی ان صفات میں کوئی شریک نہیں، نہ عیسیٰ علیہ السلام اور نہ کوئی اور۔

میرے محترم داعی بھائیو! یہ تو بطورِ مثال اور نمونہ ان فتنہ گر شرپسند فرقوں کا تذکرہ ہے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بنے رہے ہیں اور جب سے اسلامی عمارت وجود میں آئی ہے، ان بدبختوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اس کو ڈھا کر ملیامیٹ کردیا جائے تاکہ مسلمانوں کا اتفاق واتحاد اور یکجہتی تتر بتر ہوکر بکھر جائے اور ان میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھڑکا دیا جائے اور یہ لوگ صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں۔

ان سازشی عناصر کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ جب بھی ان کے پاس کثیر تعداد میں فوج اور قوت و دبدبہ میسر ہوا تو انہوں نے کمزور مسلمانوں پر حملہ کیا ہے اگرچہ انہوں نے کوئی معاہدہ کیوں نہ کر رکھا ہو، ان کے اس رویہ کو قرآن کریم نے یوں ذکر فرمایا ہے:

"وَاِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً۔" (التوبہ:۸)

ترجمہ: "یقیناً وہ جب تم پر غلبہ حاصل کرتے ہیں تو نہ کسی قرابت کا خیال کرتے ہیں اور نہ کسی عہد و پیمان کا پاس۔"

چناں چہ صلیبی جنگیں اس کی شاہد ہیں اور دنیا کے اکثر ممالک میں، استعماری لڑائیوں سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، یہود کو لیجیے! آج طاقت کے بل بوتے پر انہوں نے دنیا بھر میں ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا ہے، لیکن جیسے ہی ان قوتوں کی طاقت سرد پڑتی ہے اور وہ ضعیف اور کمزور ہوجاتے ہیں تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں سے مسلمانوں کو ختم کرنے کا سوچتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ بدبخت فوجی قوت و طاقت کے زور پر حملے کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سب راستے اور طریقے بھی اپناتے ہیں جو مسلمانوں کو ختم کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں، عنقریب ان ہتھکنڈوں کا بھی ذکر کروں گا۔ (جاری ہے)

ہمارا خاندانی نظام مغرب کی نقالی کی زد میں!

۱۸ مارچ ۲۰۱۶ء کو مرکزی جامع مسجد امام اہلسنت گکھڑ میں نماز مغرب کے بعد خطاب

مولانا زاہد الراشدی

بعد الحمد والصلوٰۃ! جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "لتتبعن سنن من کان قبلکم الخ" ... تم ان قوموں کی پیروی ضرور کرو گے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں۔۔۔

قرآن کریم نے پہلی امتوں کے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں اور ان کی ایسی حرکات کا ذکر کیا ہے جو ان کے لئے خدا کی ناراضگی اور عذاب کا باعث بنیں، اس کا مقصد نسل انسانی کو سبق دینا اور عبرت دلانا ہے، ان میں سے سب سے زیادہ واقعات بنی اسرائیل کے بیان ہوئے ہیں، ان کے بارے میں ایک جگہ یہ فرمایا گیا کہ: "انی فضلتکم علی العالمین" میں نے تمہیں اپنے زمانے میں سب جہانوں پر فضیلت دی تھی اور پھر اس بات کا بھی ذکر ہوا کہ "لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل" ان پر لعنت بھی برسائی گئی، اس کے ساتھ ان مراحل کا تفصیل کے ساتھ ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، جن سے گزر کر بنی اسرائیل فضیلت سے لعنت کے مقام تک پہنچے تھے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلی قوموں کے نقش قدم پر اس طرح چلو گے کہ "حذو النعل بالنعل" ان کے قدم پر تمہارا قدم پڑے گا اور "شبرا بشبر" ایک ایک بالشت میں تم ان کے پیچھے چلو گے، اس پر صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ کیا پہلی قوموں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فمن" تو اور کون ہیں؟

پہلی قوموں خاص طور پر بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چلنے کا عام طور پر یہ معنی کیا جاتا ہے کہ جو کچھ وہ قومیں کرتی رہی ہیں تم بھی وہی کرو گے، یہ معنی بالکل درست اور حسب حال ہے لیکن اس کے ساتھ ایک معنی اور بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے دور میں آئندہ یہود و نصاریٰ جو کچھ کریں گے تم بھی وہی کرو گے، تم ان کی نقالی کرو گے اور ان کی ہر بات اپناؤ گے، بدقسمتی سے ہمارا حال دونوں حوالوں سے ان جیسا ہی ہو گیا ہے، یہود و نصاریٰ ماضی میں جو کچھ حرکتیں کرتے رہے ہیں وہ تو ہمارے ماحول اور معاشرے میں موجود ہیں مگر اس وقت وہ جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس کی پیروی کو بھی اپنے لئے کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ہمارا معاشرہ مغربی اقوام کا نقال ہو کر رہ گیا ہے، وہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ ہمارے ہاں بھی ضروری سمجھا جاتا ہے اور اسے ترقی کی علامت اور کامیابی کا راستہ تصور کیا جاتا ہے۔

ہم مغرب کے اخلاق و عادات کی پیروی کرتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچتے کہ مغرب کی نقالی میں ہم جو کام کرنے جا رہے ہیں اس کی ہمارے ماحول اور معاشرہ میں ضرورت اور گنجائش بھی ہے یا نہیں، ہم نے بس نقالی کرنی ہے اور مغرب کی ہر بات کی پیروی کرنی ہے حتیٰ کہ بسا اوقات عجیب اور مضحکہ خیز سی صورت حال بن جاتی ہے اور ہمیں قدم اٹھا کر شرمندگی کے ساتھ اس سے واپس پلٹنا پڑتا ہے۔

آپ حضرات کو یاد ہو گا کہ ہمارے ہاں حکومت نے کچھ عرصہ قبل سردیوں اور گرمیوں کے اوقات کار میں گھڑیوں کو ایک گھنٹہ آگے پیچھے کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور کچھ عرصہ اس پر عمل بھی ہوا تھا، یہ ہم نے کیا اس لئے تھا کہ برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک میں ایسے ہوتا ہے، ہم نے اس وقت عرض کیا تھا کہ برطانیہ وغیرہ کو اس کی ضرورت ہے اس لئے کہ برطانیہ میں سردیوں اور گرمیوں میں سورج کی طلوع و غروب کے اوقات میں آٹھ گھنٹے تک فرق پڑ جاتا ہے اور انہیں اپنے دفتری اوقات کو سیٹ رکھنے اور سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھا لینے کے لئے ایسا کرنا پڑتا ہے، ان کی ضرورت سمجھ میں آتی ہے مگر ہمارے ہاں اس کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ یہاں یہ فاصلہ کم و بیش چار گھنٹے کا ہوتا ہے اور ہمیں سردیوں کے چھوٹے دنوں میں بھی اپنے اوقات کار میں سورج کی روشنی میسر آ جاتی ہے، اس لئے صرف اسی لئے یہ کام نہ کیا جائے کہ چونکہ برطانیہ وغیرہ میں ایسا ہوتا ہے اس لئے ہم نے بھی ضرور کرنا ہے لیکن ہماری گزارش نہیں سنی گئی اور وفاقی حکومت نے فیصلہ کر کے نافذ کر دیا جو ایک سال بھی نہ چل سکا اور اسے واپس لینا پڑ گیا۔

اسی طرح ہمارے ہاں بعض این جی اوز نے یہ مہم شروع کی جو اب بھی جاری ہے کہ پاکستان میں "سنگل پیرنٹس" کا قانون نافذ کیا جائے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے تعارف کے لئے باپ کا نام لکھنا غیر ضروری قرار دیا جائے اور ماں کے نام کے

ساتھ بھی اس کا تعارف مکمل سمجھا جائے، مغربی ملکوں میں یہ قانون نافذ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ زنا کے عام ہونے اور باقاعدہ شادی کو غیر ضروری سمجھنے کی وجہ سے ایسے افراد کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے جن کے باپ کا تعین مشکل ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کو اس الجھن سے بچانے کے لئے یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ اپنے ساتھ تعارف کے لئے باپ کی بجائے ماں کا نام بھی لکھ سکتے ہیں، ہمارے ہاں بھی یہ مطالبہ ہونے لگا کہ یہ قانون نافذ کیا جائے، ہم نے اس پر گزارش کی کہ بھائی! ہماری کوئی ایسی ضرورت یا مجبوری نہیں ہے، ہمیں اپنے باپوں کا پتہ ہوتا ہے اور ہمارے ماحول میں کسی بھی شخص کے بارے میں پورا ماحول جانتا ہے کہ اس کا باپ کون ہے؟ ہمارے مربوط خاندانی نظام کی وجہ سے کسی اکا دکا کیس میں شاید یہ الجھن پیش آتی ہو کہ باپ کا علم نہ ہو اور ماں کا نام لکھنا مجبوری بن جائے ورنہ عمومی طور پر ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر بعض این جی اوز مسلسل یہ راگ الاپے جا رہی ہیں کہ پاکستان میں سنگل پیرنٹس کا قانون نافذ کیا جائے، مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ مغرب میں یہ قانون موجود ہے، اس لئے پاکستان میں بھی ہونا چاہئے۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی رو سے ہم یہود و نصاریٰ کی موجودہ حرکتوں کی نقالی بھی کر رہے ہیں اور ان کی ماضی کی بہت سی حرکات بھی ہمارے معاشرتی معمولات کا حصہ بنی ہوئی ہیں، مثلاً قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے ملعون ہونے کے اسباب میں بیان کیا گیا ہے:

"واخذھم الربوا وقد نھوا عنه واکلھم اموال الناس بالباطل۔"

ترجمہ: انہیں سود کھانے سے منع کیا گیا تھا مگر انہوں نے سود کا لین دین شروع کر دیا، اسی طرح وہ لوگوں کے اموال باطل طریقہ سے کھانے لگ گئے۔"

مثلاً ایک مقام پر ذکر ہے:

"کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ۔"

ترجمہ: وہ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے مگر ایک دوسرے کو اس سے روکتے نہیں تھے۔"

اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے:

"تری کثیراً منھم یتولون الذین کفروا۔"

ترجمہ: "ان میں سے بہت سے لوگوں کو تم دیکھتے ہو کہ وہ کافروں سے دوستیاں رکھتے ہیں۔"

اسی طرح اور بھی اسباب کی قرآن کریم نے نشاندہی کی ہے، جو بنی اسرائیل کے ملعون ہونے کا باعث بنے اور یہ کم و بیش سب کے سب ہمارے معاشرتی ماحول کا حصہ بن گئے ہیں۔

یہی حال ہمارے خاندانی نظام کا ہے، جن وجوہ کی بنا پر مغرب کا خاندانی نظام بکھر کر رہ گیا ہے، وہ اسباب ہمارے ہاں عام کرنے کی مسلسل کوشش ہو رہی ہے، حالانکہ ہمارے خاندانی نظام کی بنیاد دینی احکام و تعلیمات پر ہے اور مغرب کا خاندانی نظام آسمانی تعلیمات اور وحی الٰہی سے منحرف اور آزاد ہو چکا ہے مگر اس کے باوجود مغربی دنیا کے خاندانی قوانین ہمارے ملک میں رائج کرنے کی مہم جاری ہے اور مقتدر طبقات اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

حال ہی میں پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ "حقوق نسواں بل" کا پس منظر بھی یہی ہے اور اس کی آڑ میں میڈیا اور لابیاں خاندانی نظام کی مذہبی اور معاشرتی اقدار و روایات کے خلاف منفی پروپیگنڈے میں مصروف ہیں، مغرب اپنے خاندانی نظام کو بکھرنے سے تو نہیں بچا سکا مگر ہمارے خاندانی نظام کو سبوتاژ کرنے میں اس کے سارے وسائل صرف ہو رہے ہیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کریں اور یہود و نصاریٰ کی نقالی کرنے کی بجائے اپنی خاندانی اور معاشرتی زندگی کو قرآن و سنت کی فطری تعلیمات کے مطابق بنانے کی فکر کریں۔

(بشکریہ ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، اپریل ۲۰۱۶ء)

سانحہ ارتحال

کراچی.... حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے مسترشد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ فیڈرل بی ایریا کراچی کے مخلص و متحرک کارکن محمد شیراز عثمانی کی والدہ ماجدہ ۲۲ رجمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ بروز جمعۃ المبارک، بعد نماز جمعہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی دن بعد نماز عصر جامع مسجد فلاح عیدگاہ میدان، بلاک ۱۴ نصیر آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد قاسم کی امامت میں ادا کی گئی، بعد ازاں تدفین محمد شاہ قبرستان نیو کراچی میں ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی جانب سے سیّد انوار الحسن شاہ نے نمائندگی کرتے ہوئے جنازہ میں شرکت کی، نیز مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے سفر پر ہونے کی بنا پر فون پر پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ و دیگر راہنماؤں نے مرحومہ کے لئے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کرتے ہوئے قارئین ہفت روزہ و متعلقین مجلس سے اپیل کی ہے کہ مرحومہ کے بلندی درجات کے لئے دعاؤں کا اہتمام کریں۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

احادیث مرفوعہ جنہیں محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

۱:... سعید بن المسیب" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں (اے امت محمدیہ) ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے (یعنی صلیب پرستی ختم کر دیں گے) خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ کا خاتمہ کر دیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور (لوگ ایسے دین دار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔" پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم (نزول عیسیٰ کی دلیل قرآن کریم میں دیکھنا) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔" (النساء:۱۵۹)

یعنی (اس زمانہ کے) تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق ان کی موت سے پہلے کر دیں گے (کہ بے شک آپ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اُن اہل کتاب کے خلاف گواہی دیں گے (جنہوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ اور جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود) اور مسلم کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ (عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں) لوگوں میں باہمی عداوت اور کینہ وحسد ختم ہو جائے گا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ و مسند احمد)

۲:... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور اس وقت تمہارا امام تم (امت محمدیہ) ہی میں سے ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۳:... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت (قرب قیامت تک حق کے لئے سربلندی کے ساتھ برسرپیکار رہے گی.... فرمایا: پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا کہ: آیئے نماز پڑھایئے! آپ فرمائیں گے نہیں! اللہ نے اس امت کو اعزاز بخشا ہے، اس لئے تم (ہی) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔ (مسلم و احمد)

۴:... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ابن مریم فج الروحا (کے مقام) پر حج کا یا عمرے کا یا دونوں کا تلبیہ ضرور پڑھیں گے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ تفصیل بھی ہے کہ: عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، نمازوں کی امامت کریں گے اور (لوگوں کو) اتنا مال دیں گے کہ لیا نہ جائے گا، خراج لینا بند کر دیں گے اور روحا کے مقام پر (بھی) قیام کریں گے اور یہیں سے حج یا عمرہ یا دونوں کام کریں گے.... یہ حدیث سنا کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔" (النساء:۱۵۹)

حضرت حنظلہؒ (جنہوں نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے سن کر روایت کی) کہتے ہیں کہ "حضرت ابو ہریرہؓ نے (اس آیت کی تفسیر میں) فرمایا تھا کہ: تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان کی تصدیق کر دیں گے۔" اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب (تفسیر بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ہے یا ابو ہریرہؓ نے (اپنے اجتہاد سے) کہی ہے۔ یہ حدیث حاکم نے بھی روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ ابن مریم حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور حج یا عمرے کو جاتے ہوئے مقام فج سے گزریں گے اور میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر پر بھی ضرور آئیں گے، حتیٰ کہ مجھے سلام کریں گے اور میں ان کو جواب دوں گا، (یہ حدیث سنا کر) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ: اے میرے بھتیجو! اگر تم ان کو دیکھو تو ان سے کہنا کہ ابو ہریرہؓ نے آپ کو سلام کہا ہے۔

۵:... حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور اس کے (فتنہ) کے نشیب و فراز بتائے، اس بیان سے (بوجہ خوف کے) ہمیں یوں لگا جیسے دجال قریبی نخلستان میں موجود ہو۔ ہم اس وقت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے گئے، جب شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے (خوف کی) اس کیفیت کو بھانپ لیا جو ہم پر طاری تھی اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا: یا رسول

اللہ! آپ نے مسیح دجال کا ذکر فرمایا اور اس کے (فتنہ کے) نشیب وفراز بتائے حتیٰ کہ ہمیں ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے دجال قریبی نخلستان میں موجود ہو، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے (امت محمدیہ کے) بارے میں مجھے دجال سے زیادہ دوسری چیز کا ڈر ہے (کیونکہ) اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں موجود ہوں، (لہٰذا تمہیں فکر کی ضرورت نہیں) اور اگر وہ اس زمانہ میں نکلا جب کہ میں تمہارے درمیان نہ ہوں گا (یعنی میری وفات کے بعد نکلا) تو ہر مرد (مسلم) اپنا دفاع خود کرے گا، میرے بعد اللہ (تو) ہر مسلمان کا حامی وناصر ہے ہی۔ (دجال کی علامت اور حالات پھر سن لو) وہ جوان ہوگا، بال سخت پیچیدہ ہوں گے، اس کی آنکھ بے نور ہوگی، میرے خیال میں وہ عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا، تم میں سے جو دجال کو پائے وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ دے..... وہ شام وعراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا اور دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا..... اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا... ہم نے کہا: یا رسول اللہ! وہ دنیا میں کتنے عرصے رہے گا؟ آپ نے فرمایا: چالیس روز (جن میں سے) ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام عام دنوں کے برابر ہوں گے..... ہم نے کہا: یا رسول اللہ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ہمارے لئے کیا ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: نہیں (بلکہ) تم ہر وقت نماز کے لئے اس کی مقدار کا اندازہ کرلیا کرنا۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! زمین پر اس کی رفتار کتنی تیز ہوگی؟ فرمایا: بارش (کے اس بادل) کی طرح ہوگی جسے پیچھے سے ہوا ہانک رہی ہو..... پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا (کہ اسے اپنا خدا تسلیم کرلیں) وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مان لیں گے۔ پس وہ بادلوں کو حکم دے گا تو بادل بارش برسائیں گے، زمین کو حکم دے گا تو وہ (نباتات) اگائے گی، چنانچہ ان کے مویشی (اونٹ وغیرہ جو صبح چرنے گئے تھے) شام کو اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان خوب اونچے، تھن لبریز اور کوکھیں بھری ہوئی ہوں گی۔ پھر ایک قوم کے پاس آکر ان کو (اپنے باطل دعوے کی طرف) بلائے گا، وہ اسے رد کردیں گے تو دجال وہاں سے چلا جائے گا، مگر یہ لوگ صبح کو اس حالت میں اٹھیں گے کہ ان میں قحط پھیل چکا ہوگا، ان کے اموال میں سے ان کے پاس کچھ نہ بچے گا... اور دجال ایک ویران زمین سے گزرے گا تو اسے کہے گا: "اپنے خزانے اُگل دے" تو زمین کے خزانے (نکل کر) اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے پیچھے چلتی ہیں۔ پھر وہ ایک پُر شباب نوجوان کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کردے گا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوجائے گا جتنا تیر مارنے والے اور اس کے نشانہ کے درمیان ہوتا ہے، پھر وہ اس نوجوان کو آواز دے گا، پس نوجوان (زندہ ہوکر) ہنستا ہوا پُر رونق چہرے کے ساتھ اس کی طرف بڑھے گا.... ابھی یہ اسی (قسم کے) حال میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا (جن کی تفصیل یہ ہے کہ) وہ دمشق کے مشرقی جانب سفید مینارے کے پاس نزول فرمائیں گے، اس وقت وہ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں (ملبوس) ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے، جب سر جھکائیں گے تو اس سے (پانی کے) قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے ایسے قطرے گریں گے جو چاندی کے دانوں کی طرح (چمکدار) اور موتیوں کی طرح (سفید) ہوں گے۔ آپ کے سانس کی ہوا جس کافر کو لگے گی اسی وقت مرجائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے، حتیٰ کہ اسے لُد کے دروازے پر جالیں گے اور قتل کرڈالیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال (کے دھوکا وفریب) سے محفوظ رکھا ہوگا تو آپ ان کے چہروں سے (غبار سفر یا آثار رنج و مصیبت کو) پونچھ دیں گے اور جنت میں ان کے درجات (عالیہ) کی خوشخبری سنائیں گے.... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے حالات میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ اب میں نے اپنے ایسے بندوں (یاجوج وماجوج) کو نکالا ہے، جن سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لہٰذا آپ میرے خاص بندوں (مومنین) کو کوہِ طور پر جمع کرلیجئے (عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے) اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو (اتنی بڑی تعداد میں) بھیجے گا کہ ہر بلندی سے (اتریں گے اور تیز رفتاری کے باعث) پھسلتے ہوئے (معلوم) ہوں گے.... جب ان کا پہلا حصہ بحیرۂ طبریہ سے گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی کر ختم کردے گا، اور جب ان کا آخری حصہ وہاں سے گزرے گا تو کہے گا: یہاں کبھی پانی تھا۔"

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہِ طور میں) محصور ہوجائیں گے (اور اشیاء خورد و نوش کی قلت کے باعث) یہ نوبت آجائے گی کہ ایک بیل کے سر کو سو دینار (اشرفیوں) سے بہتر سمجھا جائے گا۔ اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے اوپر (وبا کی صورت میں) ایک کیڑا مسلط کردے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہوگا، اس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے اور سب کے سب دفعتاً ہلاک ہوجائیں گے۔

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، بنوں

مولانا محمد سلمان، بنوں

بنوں.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس بنوں ۲۵/مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعہ بمقام حافظ جی مسجد بالمقابل صدر تھانہ منعقد کی گئی۔

کانفرنس سے تین ماہ قبل ایک غیر معمولی اجلاس ہوا تھا جس میں طے کیا گیا تھا کہ بنوں کے ۴۹ یونین کونسلوں میں چھوٹے چھوٹے پروگرامات ختم نبوت کے عنوان سے رکھے جائیں۔ کانفرنس تک ۲۳۰ پروگرامات ہوئے۔ ہمارے ضلعی امیر مولانا عظمت اللہ صاحب کی شب و روز محنت کی برکت سے بنوں کا بچہ بچہ عقیدہ ختم نبوت سے باخبر اور روشناس ہوا۔ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی توجہات اور دعا کے برکت سے اس سال کانفرنس بھی بہت کامیاب رہی۔ ۱۷/مارچ کو ایک غیر معمولی اجلاس بلایا گیا، جس میں ائمہ مساجد اور مجلس عاملہ، شوریٰ اور مجلس عمومی کے اراکین نے شرکت کی۔ کانفرنس کے انتظام و انصرام کے لئے مختلف کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی۔

یہ کانفرنس چونکہ جمعہ کے دن رکھی گئی تھی۔ تبلیغی مرکز والوں نے بھی شب جمعہ میں اعلان کیا تھا۔ جماعت کے ساتھی اپنے بستروں سمیت کانفرنس میں پہنچے اور بنوں کے تمام ممتاز علمائے کرام، دینی مدارس کے طلباء، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے اسٹوڈنٹس حضرات نے بھی شرکت کی۔ سیاسی قائدین جناب الحاج محمد اکرم خان درانی وفاقی منسٹر برائے ہاؤسنگ اور جمعیت علماء اسلام کے مقامی امیر قاری محمد عبداللہ، ممتاز عالم دین استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالرؤف، مولانا عبدالمومن، مولانا عبدالغفار قریشی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی ابن مولانا صدر الشہید، قاری گل عظیم سابق ایم پی اے، حاجی کمال شاہ سابق ایم پی اے، ڈسٹرکٹ خطیب مفتی عبدالغنی ایڈووکیٹ، مولانا منہاج الدین، مولانا قاری سعید احمد، مولانا احمد نواز، مولانا مذکر شاہ، مولانا ابراہیم شاہ، مولانا شیر نواز، مولانا حافظ شیر محمد، مولانا قاری عبدالستار، مولانا قاری اکرام اللہ، مولانا شکیل الرحمن، مولانا قاری ضیاء الرحمن، مولانا شفیع الرحمن، مولانا مفتی اکرام اللہ، مولانا قاری محمد یوسف، شمالی وزیرستان جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا عبدالقادر، مولانا طیب طوفانی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، صاحبزادہ امین اللہ ناظم نشر و اشاعت لکی مروت، مولانا محمد علی کوہاٹ اور اس کے علاوہ ۴۵۰ دینی مدارس کے اکثر مہتمم اور مدرسین حضرات نے شرکت کی۔

کانفرنس کی پہلی نشست کی صدارت نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب نے کی۔ تلاوت کلام پاک مولانا قاری ظاہر اللہ نے اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ضلعی نائب امیر مولانا شمس الحق حقانی نے سرانجام دیے۔ مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمن ثانی نے ایمان افروز بیان کیا، جمعہ کا خطاب مولانا قاضی احسان احمد (کراچی) نے کیا۔

دوسری نشست کی صدارت ولی کامل پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندی ٹیکسلا نے کی۔ شاہین ختم نبوت، قاطع قادیانیت، مولانا اللہ وسایا نے اپنے مدلل بیان سے شرکاء کانفرنس کو فتنہ قادیانیت اور ان کی سازشوں سے آگاہ کیا اور اس وقت امت مسلمہ کا اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔

قراردادیں ہمارے ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے پیش کیں۔

قراردادیں:

۱:... آج کا یہ عظیم اجتماع اپنے تمام قائدین ختم نبوت، جملہ شیوخ الحدیث، علماء کرام اور تمام حاضرین کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہے کہ انہوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔

۲:... یہ عظیم اجتماع ممتاز قادری کو پھانسی دینے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے، جب کہ ملعونہ آسیہ سمیت توہین رسالت کے تمام سزا یافتہ مجرموں کو فوری طور سے سزائے موت دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۳:... ہم پنجاب حکومت کا تحفظ حقوق خواتین بل کے لبادے میں لبرل قانون پاس کرانے کی مذمت کرتے ہیں اور میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم مملکت خداداد کو سیکولر اور لبرل بنانے کی قطعاً اجازت نہیں دیں گے۔

۴:... دینی مدارس کے رجسٹریشن کو معطل

کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ رجسٹریشن کی تمام کارروائی کو آسان بنایا جائے۔

۵:... نصاب تعلیم سے اسلامی تاریخی واقعات نکالنا ملک کو سیکولر اور لبرل بنانے کی ایک گھناؤنی سازش ہے، لہٰذا نصاب تعلیم میں اسلامی تاریخی واقعات دوبارہ شامل کئے جائیں۔

۶:... یہ اجتماع یہودیوں، نصاریٰ اور تمام طاغوتی طاقتوں کی طرف سے بنائی گئی توہین آمیز فلموں کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی سطح پر ناموس انبیاء کا قانون بنانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرے۔

۷:... ملک بھر میں اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لے کر مکمل پابندی عائد کی جائے، کیونکہ قادیانی اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے داخلہ فارموں میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے دھوکا بازی سے داخلہ لے لیتے ہیں۔

۸:... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اسلامی و نظریاتی تشخص اور دستور کی اسلامی دفعات پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور قادیانی باغیوں کو قانون کا پابند بنایا جائے۔

۹:... یہ عظیم اجتماع یہ بھی مطالبہ کرتا ہے شمالی وزیرستان کے دینی مدارس کو فوری طور سے بحال کرکے نظام تعلیم کو بند کرنے سے گریز کریں۔ نیز جامعہ نظامیہ عیدک میر علی اور دارالعلوم حسینیہ نورک کو فوری بحال کیا جائے۔

۱۰:... بنوں کی سڑکیں، پل اور ندیوں کا سسٹم تباہی کا منظر پیش کررہے ہیں، لہٰذا مطالبہ ہے کہ صوبائی حکومت بنوں کی تعمیر پر خصوصی توجہ دے۔

۱۱:... ایک سازش کے تحت یہاں بنوں میں ایک عجیب قسم کی مخلوق عورتوں کی شکل میں لائی گئی ہے، لہٰذا حکومت سے پُرزور مطالبہ ہے کہ اس کے سدباب کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھائے اور بنوں کے عوام کو نجات دلائے۔

۱۲:... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ لوڈ شیڈنگ کی جیسے دوسرے اضلاع میں ترتیب ہے اسی ترتیب سے بنوں کے عوام کے لئے شیڈول طے کیا جائے۔

۱۳:... قادیانیوں کے پرچار کے جتنے بھی ٹی وی چینلز ہیں ان پر مکمل طور پر پابندی لگائی جائے جو کہ ایک آئینی تقاضا بھی ہے۔

۱۴:... آج کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے کردار پر مبنی فلمیں بنائی جاتی ہیں جو کہ قطعاً حرام ہے ایسی فلمیں بنانے والوں اور دیکھنے یا بیچنے والوں پر قانوناً پابندی لگادی جائے۔

۱۵:... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ شمالی وزیرستان کے متاثرین کو جلد از جلد اپنے گھروں کو تمام سہولیات سمیت باعزت طور پر بھیج دیا جائے۔

۱۶:... یہ اجتماع حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ محمد اصغر نامی شخص جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور راولپنڈی میں رہائش پذیر ہے اس کے خلاف آئین کی دفعہ ۲۹۵۔سی کے تحت فوری کارروائی کی جائے۔

۱۷:... یہ اجتماع تمام مسلمانوں سے قادیانی مصنوعات ذائقہ گھی، کنگ بناسپتی، سنگھم دودھ، یونیورسل اسٹیبلائزر، راجہ سوپ، شیزان کمپنی کی تمام مصنوعات کے مکمل بائیکاٹ کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۸:... یہ اجتماع نیشنل ایکشن پلان کی آڑ میں الیکٹرانک میڈیا، ٹی وی چینلز وغیرہ پر دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈا کی سخت مذمت کرتا ہے اور حکومت سے اس غلیظ پروپیگنڈا کو بند کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۹:... یہ عظیم اجتماع قادیانیت کے متعلق متفقہ آئینی ترمیم کو من وعن برقرار رکھنے پر حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی سخت مخالفت کا اعلان کرتا ہے۔

۲۰:... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ضلعی دفتر جامعہ عظمۃ المدارس العربیہ جدید جنگل آمیر خان نزد ترنگ قبرستان بنوں سٹی میں واقع ہے لہٰذا ختم نبوت کے بارے میں لٹریچر، کتابیں اور خط و کتابت کورس اور ختم نبوت کے بارے میں ہمہ قسم کا مشورہ یہاں سے لیا کریں۔

کانفرنس سے وفاقی وزیر محمد اکرم خان درانی نے بھی خطاب کیا۔ خطاب کے دوران ہمارے امیر صاحب نے درانی صاحب سے یہ الفاظ کہلوائے کہ ناموس رسالت کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرنے کے لئے جان کی بازی لگائیں گے۔ اس بات پر تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے کانفرنس گونج اٹھی۔ صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مفکر ختم نبوت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے تفصیلی بیان کیا، جبکہ آخری بیان پیر طریقت ولی کامل حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کا ہوا، آپ نے دعا بھی فرمائی۔ یوں صبح ۸ بجے سے ۶ بجے تک کانفرنس بڑی شان وشوکت سے جاری رہی اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انتہائی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆......☆☆

جو آئین پاکستان کو تسلیم نہ کرے، اسے کسی اہم عہدے پر رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں: مولانا خواجہ عزیز احمد

لاہور..... عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے ان خیالات کا اظہار قائد تحریک ختم نبوت مولانا خواجہ عزیز احمد مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہاں جامع مسجد باجرہ یعقوب اقرأ روضۃ الاطفال اعوان مارکیٹ چونگی امرسدھو فیروز پور روڈ لاہور میں سالانہ عظیم الشان، تاریخ ساز تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ قادیانی ملکی آئین کو نہیں مانتے جو آئین پاکستان کو تسلیم نہ کرے اسے پاکستان کے کسی اہم عہدے پر رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں، لہٰذا قادیانیوں کو کی پوسٹوں سے فی الفور الگ کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیر لگ چکا ہے وہ دن دور نہیں جب پوری دنیا سے قادیانیت حرف غلط کی طرح مٹ جائے گی، انہوں نے کہا اس وقت قادیانی دو وجہ سے باقی ہیں اپنے پروپیگنڈا کی وجہ سے یا مسلمان حکمرانوں اور افسروں کی ناز برداری اور قادیانیت نوازی کی وجہ سے۔ متحدہ جمعیۃ اہلحدیث کے روح رواں مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ قادیانیوں کی ہمدردیاں ہمیشہ سامراجی مقاصد کی تکمیل کے ساتھ رہی ہیں آج بھی قادیانیوں کی ہمدردیاں امریکی سامراج کے ساتھ ہیں قادیانیت کے تعاقب کے لئے ہمیں اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کا پوری دنیا میں بھرپور اور پرامن انداز میں تعاقب جاری ہے اور جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی موجود ہے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ فارم ہر مسلمان کے لئے ہر وقت حاضر ہے اکابرین کی سرپرستی میں دین کا کام کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام س کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر قادیانیوں کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ بریلوی مکتب فکر کے رہنما مولانا سید مفتی عاشق حسین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تمام مکاتب فکر کے درمیان نکتہ اتحاد ہے مسلمانوں کا جب بھی آپس میں کوئی اختلاف ہو جاتا ہے تو سرور کائنات کی ذات گرامی اپنی وصف خاص تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر متحد کر دیتی ہے۔ ممتاز عالم دین مولانا عبدالحق خان نے کہا ممتاز حسین قادری کو تختہ دار پر لٹکائے جانے کے قصوروار حکمران ہیں جو بین الاقوامی سامراج کو خوش کرنے کے لئے ایسے اقدامات کرتے رہتے ہیں ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے سینکڑوں مجرم جنہیں اعلیٰ عدالتیں سزائے موت دے چکی ہیں ان پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوتا؟ اگر عدالت کے فیصلے پر ممتاز قادری کو سزا دے جانے والی سزائے موت پر عمل درآمد ہو سکتا ہے تو گستاخان رسول کے خلاف فیصلوں پر عمل درآمد میں کیا رکاوٹ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے ممبر مولانا مفتی حسن نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام قیامت والے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے اللہ اپنے چنیدہ بندوں سے تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا کام لیتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ گستاخان رسول کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں پر فی الفور عمل کیا جائے اور آسیہ مسیح کے کیس کا جلد از جلد نمٹا کر اسے تختہ دار پر لٹکایا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی نے کہا کہ لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک، بہاولپور کی عدالت سے لے کر ماریشس تک، پاکستان کی پارلیمنٹ سے گیمبیا اور کیپ ٹاؤن تک ہم ہر فورم پر اپنا کیس جیت چکے اور قادیانی اپنا ہر کیس ہار چکے۔ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا غلام حسین کلیالوی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مسلمان ۱۹۵۳ء، ۱۹۸۴ء، اور ۱۹۷۴ء کی تحریکوں میں متفق تھے اور آج بھی تمام مسلمان تحفظ ناموس رسالت کے لئے متحد ہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ وفاق المدارس العربیہ لاہور ڈویژن کے مسئول مولانا مفتی عزیز الرحمن نے کہا کہ دینی مدارس نے محدث، مفسر، فقیہ، مصلح، خطیب اور مجاہدین ختم نبوت پیدا کئے نہ کہ دہشت گرد۔ انہوں نے کہا کہ ہم ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ مجلس کے ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے کبھی بھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے، اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے۔ جامعہ عبداللہ بن عمر کے ناظم اعلیٰ مولانا عتیق الرحمن نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام کسی ایک مسلک یا ادارے کا نہیں بلکہ ہر مسلمان کا دینی اور مذہبی فریضہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے کام کے ساتھ ساتھ قادیانیت کا معاشی، معاشرتی اور اقتصادی بائیکاٹ ضروری ہے۔ کانفرنس میں جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ کے مدیر مولانا سید محمود میاں، مولانا عزیز الرحمن ثانی، پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن، مولانا عبدالواحد قریشی، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا عبدالشکور حقانی، قاری علیم الدین شاکر، قاری مومن شاہ، قاری مشتاق احمد رحیمی، جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے امیر شیخ الحدیث مولانا محب النبی، مولانا عبدالخالق نیازی، جامع مسجد باجرہ یعقوب کے خطیب مولانا مفتی عتیق الرحمن، مولانا محبوب الحسن طاہر، قاری ظہور الحق، مولانا عمر حیات، مولانا عبیداللہ ارشد، قاری محمد رفیق وجھوی، مولانا انیس الرحمن مظاہری، مولانا صوفی محمد اکرم، مولانا مفتی عبدالحفیظ، مولانا عبدالوحید اشرفی، ختم نبوت خط وکتابت کورس کے انچارج خالد مبین، خالد مسعود ایڈووکیٹ، عبدالرحمن چارسدہ، مولانا عبدالرشید خلیق، مولانا اسلم ندیم، مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز، مولانا خالد محمود، مولانا عزیز الرحمن، مولانا مسعود احمد، مولانا سعید وقار، مولانا خالد عابد سمیت متعدد علماء کرام نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی اور سامعین پورے جوش وجذبے کے ساتھ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے پنڈال کی رونق بنے رہے۔

دسویں سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس، لکی مروت

مولانا ابراہیم ادہمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ہر سال کی طرح اس سال بھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۲۶/مارچ ۲۰۱۶ء بروز سنیچر جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کانفرنس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر محترم حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین صاحب کی وساطت سے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مرکزی رہنما حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب سے کانفرنس کے لئے وقت لے لیا۔ ساتھیوں نے دو ماہ پہلے سے خوب محنت شروع کی۔ تمام دینی مدارس، سرکاری و نجی تعلیمی اداروں سمیت مذہبی سیاسی جماعتوں، تاجر برادری، صحافیوں اور معززین علاقے کو کانفرنس میں شریک ہونے کی خصوصی دعوت دے دی جو کہ الحمدللہ! رنگ لے آئی اور سالانہ کانفرنس تک ۱۴۳ پروگرام ہو گئے

الحمدللہ ثم الحمدللہ! ان تمام پروگراموں میں علاقے کے لوگوں کا جذبہ دیدنی تھا۔ کانفرنس سے ایک دن پہلے بروز جمعۃ المبارک مولانا قاضی احسان احمد اور صوبائی امیر محترم مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی ضلعی ناظم اعلیٰ، مولانا عبدالرحیم ناظم مالیات، مولانا ابراہیم ادہمی ناظم تبلیغ، مولانا محمد طیب طوفانی ناظم نشر و اشاعت صاحبزادہ امین اللہ جان کے ہمراہ نومسلم بھائیوں کے گاؤں جا کر نماز عشاء کے بعد مفتی صاحب اور قاضی صاحب نے مختصر وقت میں ایمان افروز بیانات کئے۔ نومسلم بھائیوں نے پرتپاک انداز سے اپنے محبوب مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

۲۶/مارچ صبح ۸ بجے جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ میں دسویں سالانہ کانفرنس مجلس کے نائب امیر استاد الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب کی صدارت میں حافظ مدثر اور حافظ ذبیح اللہ ادہمی کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب اور ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے سنبھالی۔ نعت خواں حافظ مبشر اور ضلع لکی مروت کے مشہور نعت خواں محمد ابراہیم خلیلی اور امیر حسین آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناء، مدح کے اشعار سے اپنی بہترین آواز میں شرکائے کانفرنس کو گرماتے رہیں۔ کانفرنس سے مولانا محمد طیب طوفانی معاون ناظم تبلیغ ماسٹر عمر خان تاجہ زئی تحصیل کے معاون ناظم مولانا حبیب الرحمن صاحب کے ابتدائی بیانات کے بعد ضلع لکی مروت کے مشہور خطیب حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نے عشق نبوی پر پر اثر بیان کیا پھر حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ حضرت مولانا صاحب نے انتہائی سلیس انداز میں ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر مفصل خطاب کر کے شرکائے کانفرنس کے دل جیت لئے اور شرکائے کانفرنس سے وعدہ لیا کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے۔ قاضی صاحب کے خطاب کے بعد استاد الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب نے پہلی نشست کے اختتامی دعا کر کے نماز ظہر کے لئے وقفہ کر دیا۔

نماز ظہر کے بعد قاری صفی اللہ صاحب نے تلاوت کی اور حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب کی صدارت میں دوسری نشست شروع ہوئی۔ مجلس کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب، لکی تحصیل کے ناظم مولانا احمد سعید صاحب کے بیان کے بعد مجلس کے ضلعی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے اپنے معزز قائدین اور شرکائے کانفرنس کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ مفتی ضیاء اللہ صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے پورے سال کے پروگراموں کی رپورٹ، آمد و خرچ کی حساب کتاب کی تفصیل اور قراردادیں پیش کیں، جو متفقہ طور پر شرکائے کانفرنس نے منظور کیں۔ مفتی صاحب کے بعد نعت خواں ابراہیم خلیلی اور امیر حسین نے ختم نبوت کے موضوع پر زبردست نعت سامعین کے بار بار اصرار اور ختم نبوت زندہ باد کے نعروں میں کئی کئی بار سنائی۔

نعت کے بعد حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب کو دعوت خطاب دی۔ شرکائے کانفرنس نے تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف صداؤں میں کھڑے ہو کر اپنے محبوب رہنما کا استقبال کیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا، یہ پروگرام ختم نبوت کا ہے اور پروگرام کو منعقد کرنے والی تنظیم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے جو سرائے نورنگ سمیت پوری دنیا میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا اور ہم زندگی کی آخری سانس تک عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔ اس عقیدے کے تحفظ کے لئے ہمارے اکابرین نے بہت قربانیاں دی ہیں اور ہم بھی اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کریں گے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ

ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ دسویں سالانہ ختم نبوت کے لئے مقامی ساتھیوں نے بہت محنت کی اور جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اتنی بڑی تین منزلہ مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کی محنت قبول فرمائیں۔

مرکزی نائب امیر محترم صاحب کے خطاب کے بعد ختم نبوت کے روح رواں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے انتہائی کامیاب کانفرنس پر ضلعی مجلس عاملہ کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام انشاء اللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ کوئی مائی کا لال توہین رسالت کا قانون ختم نہیں کرسکتا۔ توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے والے خود ختم ہوگئے، تاریخ گواہ ہے کہ مٹانے والے خود مٹ گئے۔ انشاء اللہ دین بھی رہے گا اور عقیدہ ختم نبوت کے قوانین بھی رہیں گے، لیکن مٹانے والوں کا نام ونشان نہیں رہے گا۔

حکمرانو سنو! عقیدہ ختم نبوت اور اسلام مخالف اقدامات سے باز آجاؤ۔ اور دو رنگی چھوڑ دو کہ عاشق رسول کو پھانسی جبکہ گستاخوں کو کھلی چھٹی! یہ کیسا انصاف ہے لہٰذا ان تمام گستاخوں کو فی الفور تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور حکومت اہلیان پاکستان پر مغربی تہذیب مسلط نہ کریں اس سے خاندانی نظام برباد ہو جائیگا اور ہاں یہ بات یاد رکھو کہ جنہوں نے اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف منصوبے بنائے تھے ان کے انجام سے سبق سیکھو۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کے خطاب کے بعد ہر دلعزیز شخصیت مجاہد و مفکر ختم نبوت صوبائی امیر محترم حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے مجلس عاملہ کی طرف سے ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم صاحب کو باوجود بیماری کے ختم نبوت کی بے شمار خدمات پر ایوارڈ دیا۔ صوبائی امیر محترم نے اپنے مخصوص، فصیح و بلیغ انداز میں حاضرین کانفرنس کا شکریہ ادا کیا اور ہزاروں کی تعداد میں دور دراز سے ائے ہوئے عاشقین ختم نبوت کے جذبے کو سلام پیش کیا اور فرمایا، جب آپ جیسے کارکنان ختم نبوت کا ایمانی جذبہ اسی طرح زندہ ہو تو کسی گستاخ میں یہ جرأت ہی پیدا نہیں ہوسکتی کہ وہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ناموس کے لئے بنائے گئے قوانین میں تبدیلی کرسکے، آج ہم کو جو کچھ بھی ملا ہیں ہی سب اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملا ہے۔ ہم حکمرانوں کو بتادینا چاہتے ہیں کہ قادیانی نوازی چھوڑ دیں کبھی قادیانیوں کو اپنے بھائی کہتے ہو تو کبھی بلدیاتی فارموں سے ختم نبوت کا خانہ نکالتے ہو اور کبھی آقا کے عاشق کو انتہائی عجلت میں پھانسی دیتے ہو، ہم حیران اس بات پر ہیں کہ جن گستاخوں نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شان میں گستاخیاں کی ہیں اور ان کو پھانسی کی سزائیں بھی ہوچکی ہیں ان کو کیوں تختہ دار پر نہیں لٹکاتے ہو؟ ان گستاخوں کو بھی عدالتوں نے سزا سنائی ہیں، ان سزاؤں پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوتا، لہٰذا حکومت جلد از جلد ان گستاخوں کو بھی تختہ دار پر لٹکائے۔ مفتی صاحب نے شرکاء کانفرنس سے وعدہ لیا کہ آج سے ہم اپنی زندگی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سنت کے مطابق گزاریں گے دین و دنیا کی کامیابی آقا کی مبارک تعلیمات میں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔

کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ ضلع لکی مروت کے تمام مدارس نے چھٹی کرکے کانفرنس میں شرکت کی تھی کانفرنس میں معذور افراد نے بھی شرکت کی تھی جو شرکاء کانفرنس کی خصوصی توجہ کا مرکز بنے تھے۔

دسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے سینئر نائب امیر تحصیل نورنگ کے ناظم مولانا اعزاز اللہ صاحب، ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا سمیع اللہ مجاہد صاحب، سابق جنرل سیکرٹری جنرل مولانا بشیر احمد حقانی صاحب، شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب، شیخ الحدیث مولانا عبدالمتین صاحب، شیخ الحدیث مولانا سیف اللہ جان صاحب، صوبائی سالار مولانا صدر عبدالوحید صاحب، مفتی عبدالغنی صاحب، تحصیل نائب ناظم حاجی سالار صاحب، مولانا سفیر اللہ صاحب، مولانا خالد لطیف زکوڑی صاحب، مولانا شبیر احمد حقانی صاحب، مولانا محمد امجد طوفانی صاحب، مولانا خلیل الرحمن صاحب، اور مولانا عبدالصبور صاحب سمیت بڑی تعداد میں علماء کرام، مدرسین حضرات، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین، سرکاری و نجی اداروں کے ذمہ دار، تاجر برادری اور خصوصی طور پر صحافی حضرات نے شرکت کی تھی۔

ناظم نشر و اشاعت صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا نقیب اللہ، مولانا محمد گل، مولانا گل رائیس خان، ماجد خان، انور جمال، عظمت اللہ، امداد اللہ، عبدالباسط اور ان کے ساتھیوں نے اکابر و شرکاء کانفرنس کی بہترین خدمت کی اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کو جزاء خیر عطا کریں۔

ہر سال کی طرح سیکورٹی کے فرائض انصار الاسلام کے چاق و چوبند رضا کاروں نے تحصیل سالار مولانا گل فراز شاکر کی نگرانی میں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

کانفرنس میں مجلس ضلع لکی مروت کے امیر حاجی امیر صالح خان صاحب سمیت تمام بیمار ساتھیوں کی صحت اور قریب میں فوت شدہ بزرگوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اسی طرح یہ پرنور اجتماع صوبائی امیر محترم حضرت مولانا محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب کی دلسوز اور رقت آمیز دعا سے اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی اسفار

ادارہ

احمد پور سیال میں ہمارے حضرت مولانا خواجہ خواجگان خان محمد نوراللہ مرقدہ کے مریدوں کا خاصا حلقہ ہے، تحصیل مجلس کے امیر مولانا سید عبدالرحمن شاہ ہیں جبکہ میر حامد متحرک وفعال راہنما ہیں، علاقہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔انہوں نے مضافات میں ۵ مارچ کو ظہر کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس رکھی۔جس میں شرکت کرنا تھی کہ اس دوران مولانا قاری عمر حیات جو جامع مسجد ختم نبوت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ کے خطیب اور مجلس کے پُر جوش راہنما ہیں، انہوں نے کہا کہ خوردونوش کا انتظام میرے ہاں ہوگا۔انہیں اللہ پاک نے کئی بچیوں کے بعد بیٹا عطا فرمایا جس کا نام ابوبکر صدیق رکھا۔تو اس خوشی میں انہوں نے مدعو کیا۔بارش کی وجہ سے ان کے گاؤں میں تو نہ جاسکے البتہ مدرسہ فخر المدارس میں حاضری ہوئی۔مدرسہ ہذا بہاولپور کی معروف دینی وروحانی شخصیت مولانا سید فخر الزماں اور مولانا سید شمس الزماں کے نام پر رکھا گیا۔لذت کام ودہن سے فارغ ہوکر پیر عبدالرحمن میں معروف بزرگ حضرت پیر عبدالرحمن ہاشمیؒ کے مزار پُرانوار پر حاضری دی۔حضرت موصوف کی ولادت ۷۲ھ میں ہوئی، آپ کا شجرۂ نسب حضرت عبدالمطلب سے جاملتا ہے، چنانچہ شریف کے باہر لوح تعارف میں ان کا نام اس طرح تحریر ہے۔ عبدالرحمن ابن عباس ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب۔آنجناب جناب محمد بن قاسمؒ سے پہلے برصغیر میں ۹۲ھ میں تشریف لے آئے، آپ سے ہزارہا انسانوں نے ہدایت پائی۔۱۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔"احمد پور سیال" کے قریب اپنے نام پر قائم بستی پیر عبدالرحمن میں محو استراحت ہیں اور آپ کا مزار مرجع عوام وخواص ہے۔

حضرت والا کے مزار پر حاضری دینے کے بعد جلسہ گاہ میں حاضر ہوئے۔جہاں مولانا غلام رسول دین پوری صدر المدرسین جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کا بیان جاری تھا۔ان کے بیان کی سماعت سے تو محروم رہی۔البتہ ان کے بعد جامعہ میں ختم نبوت کورس کے انچارج مولانا رضوان العزیز کے پُر جوش اور پُر مغز بیان سننے کا اتفاق ہوا۔مولانا رضوان کے بعد راقم نے وقت کی قلت کے پیش نظر مختصر خطاب میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دی۔

راقم کے بعد ملک کے نامور ثناخواں مولانا آصف رشیدی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔آخری خطاب خطیب چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰ کا تھا۔آصف صاحب کی نعت شروع ہونے سے پہلے خانقاہ سراجیہ کے لئے عازم سفر ہوئے، تقریباً نو بجے رات خانقاہ سراجیہ حاضری ہوئی۔

خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ سے سلام وکلام ہوا۔خیر خیریت معلوم کی، ان کے خدام مولانا محمد بلال، محمد یوسف اور قبلہ حکیم صاحبان نے خوب آؤ بھگت کی۔

جامعہ سراجیہ سعدیہ میں خطاب: حضرت صاحب السجادہ سے ملاقات کے بعد جامعہ سعدیہ سراجیہ خانقاہ سراجیہ کے طلبا سے خطاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔رات کا قیام بھی جامعہ میں رہا۔

لکی مروت میں آمد: چشمہ بیراج کراس کرکے لکی مروت روانہ ہوئے، جہاں سرائے نورنگ مجلس کے روح رواں مولانا ابراہیم اوذی سراپا انتظار تھے۔انہیں ساتھ لے کر جامعہ عثمانیہ میں پہنچے، جامعہ عثمانیہ کے مہتمم مولانا عبدالمتین زیدہ مجدہ تو شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سیمینار میں شرکت کے لئے بنوں تشریف لے گئے تھے۔جامعہ کے اساتذہ کرام سراپا انتظار تھے۔ان کی معیت میں جامعہ کے سینکڑوں طلبا کرام سے خطاب کیا اور انہیں ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔

جامعہ دارالہدیٰ میں بیان: ظہر کی نماز جامعہ دارالہدیٰ میں ادا کی۔جہاں جامعہ کے مہتمم مولانا شفیع اللہ اور ان کے رفقاء نے وفد ختم نبوت کا خیر مقدم کیا۔جامعہ ہذا میں عالیہ اور موقوف علیہ تک کتب کی تعلیم ہوتی ہے اور خاصی تعداد میں طلبا زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ دارالعلوم میں خطاب: لاہور میں معروف عالم دین اور فقیہ مولانا مفتی حمید اللہ جان ہیں۔ان کے فرزند ارجمند کے زیر انتظام جامعہ دارالعلوم قائم ہے، جس میں دورۂ حدیث سمیت تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔جامعہ کے ناظم صاحب سے درخواست کی گئی کہ درجہ رابعہ سے دورۂ حدیث کے طلبا کو دارالحدیث میں جمع کرلیا جائے۔اسباق کی کثرت اور دورے کے باوجود انہوں نے اساتذہ کرام سے درخواست کی منتہی کلاسیں بھیج دی جائیں۔چنانچہ دارالحدیث میں ایک سو کے قریب بڑی عمر اور بڑی کلاسوں کے طلبا جمع ہوگئے۔راقم الحروف نے انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ہمارے اساتذہ ومشائخ کی خدمات پر لیکچر دیا اور ان سے چناب نگر کورس میں شرکت کی استدعا کی۔بیس سے زائد منتہی

طلبا نے شرکت کا وعدہ کیا۔اللہ پاک ایفائے عہد کی توفیق نصیب فرمائیں۔

جامعہ حلیمیہ درہ پیزو میں خطاب: درہ پیزو کے علاقہ میں مولانا نے جامعہ حلیمیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا ہوا ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکی مروت اور سرائے نورنگ کے راہنماؤں مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد ابراہیم ادہمی، مولانا محمد طیب طوفانی کی معیت میں جامعہ حلیمیہ میں راقم کا بیان ہوا۔جامعہ حلیمیہ میں دورۂ حدیث شریف میں ۱۲۵ طلباء زیر تعلیم ہیں۔راقم نے حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت مسیح علیہ السلام کے عنوان سے خطاب کیا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام سرائے نورنگ میں خطاب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرائے نورنگ کے راہنما مولانا عبدالرحیم صاحب کی دعوت پر ۷/ مارچ ساڑھے دس بجے صبح طلباواساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی، کئی ایک طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کے لئے وعدے کئے۔

ختم نبوت کورس بنوں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے امیر فاضل نوجوان مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی شیرازی متحرک اور فعال عالم دین ہیں، آپ نے جامعہ نظام العلوم چار بجلی چوک بنوں میں ۷،۸/ مارچ کو دوروزہ ختم نبوت کورس رکھا۔کورس کا دورانیہ ظہر تا عصر تھا، جس میں ایک سو کے قریب طلبا اور علماء کرام نے شرکت کی۔جن میں معروف نام درج ذیل ہیں: مولانا مفتی شمس الحق حقانی، مولانا حمزہ علی خان، مولانا اکرام اللہ، مولانا اعمال شاہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور، مولانا محمد اللہ، مولانا ساجد، مولانا سلمان، مولانا انیس اللہ، مفتی احتشام الحق قابل ذکر ہیں۔۷/مارچ کو مولانا امداداللہ نے المہدی والمسیح کے عنوان پر، مولانا عابد کمال نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی، راقم الحروف نے حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف قادیانی شکوک وشبہات اوران کے جوابات، مولانا مفتی امداداللہ نے بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام از قرآن وسنت کے عنوان پر لیکچر دیئے۔ ۸/مارچ ظہر سے عصر تک کورس کی دوسری نشست ہوئی، جس میں پہلا خطاب مولانا عابد کمال کا ہوا، جبکہ دوسرا بیان راقم کا حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر ہوا۔رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام از احادیث نبویہ۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت کا تجزیہ۔تیسرا بیان جامعہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا امداداللہ خان کا ہوا، جس میں اسی سے زائد علماء کرام اور پڑھے لکھے حضرات نے شرکت کی۔

جامعہ نظام العلوم وشعبہ یتیم خانہ بنوں: مدرسہ کا آغاز ۱۹۵۴ء میں شیخ الحدیث مولانا بہرام خانؒ نے کیا، جو دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کی شکل اختیار کر گیا۔اس وقت شعبہ حفظ و ناظرہ، شعبہ یتیم خانہ، شعبہ کتب اعدادیہ سے دورۂ حدیث شریف تک تعلیم جاری ہے۔ طلبا کی تعداد تین سو کے قریب ہے جو پچیس اساتذہ کرام کی نگرانی میں قرآن وحدیث کے انوار وبرکات سمیٹ رہے ہیں۔اس وقت جامعہ کا اہتمام مولانا مفتی امداد اللہ مدظلہ کے کندھوں پر ہے جو بخیر وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔کورس کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ اور مولانا قاری امام یوسف نقشبندی اوران کے رفقاء نے کیا۔مقامی علماء کرام، ائمہ وخطباء مساجد نے بھرپور دلچسپی سے شرکت کی۔کورس سے فراغت کے بعد مولانا عابد کمال کی معیت میں پشاور کے لئے روانہ ہوئے۔

مولانا قاری محمود الرحمن سے ملاقات: مولانا قاری محمود الرحمن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کرک کے امیر ہیں، بہت ہی باہمت عالم دین اور قاری قرآن ہیں، اگرچہ ان کا اپنا مدرسہ بھی ہے، لیکن مجلس کے کاموں میں تن، من، دھن کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، انہیں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی کے ساتھ روڈ بلاک کر دیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں کو نہیں جانے دیں گے۔ جب تک ہمارے عصرانہ میں شرکت نہ کریں۔چنانچہ عصر کی نماز بھی ان کے ہاں ادا کی اوران کے عصرانہ میں شریک ہوئے۔

محترم جناب منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر اور ہمارے مخلص ساتھی محترم جناب منظور احمد میو راجپوت سینئر ایڈووکیٹ سندھ ہائی کورٹ کی والدہ محترمہ ۷۵ سال کی عمر میں گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔محترم منظور صاحب ختم نبوت کے کیس کی پیروی کے لئے لاہور گئے ہوئے تھے۔ان کی غیر موجودگی میں یہ حادثہ پیش آیا۔اماں جی کو بظاہر کوئی بیماری نہیں تھی، اپنے بچوں، پوتوں اور پوتیوں کے ساتھ خوش باش تھیں۔نماز فجر کے بعد اچانک طبیعت خراب ہوئی سانس لینے میں دشواری کی شکایت کی اور وقت موعود آن پہنچا۔کراچی سے مرحومہ کی میت چونی ضلع قصور لائی گئی اور آبائی گاؤں میں تدفین ہوئی۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مولانا خواجہ عزیز احمد، حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی، محمد انور رانا، سیدانوار الحسن ودیگر علماء کرام وکارکنان ختم نبوت نے وکیل صاحب کی والدہ ماجدہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

رات پشاور میں: جناب شیر محمد لالی بہت بااخلاق ورکر ہیں، ان کا کرایہ کا گھر وہ مجلس کا مہمان خانہ ہوتا ہے۔ انہوں نے گھر تبدیل کیا، جو جامع مسجد بلال شیخ آباد کے قریب ہے۔ جامع مسجد کے خطیب مولانا خیرالبشر جمعیت علماء اسلام پشاور کے امیر ہیں، رات کا قیام آپ کے حجرہ میں رہا۔ صبح کی نماز کے بعد مسجد بلال میں درس ہوا، درس کا عنوان: آئین پاکستان میں مسلمان کی تعریف، پاکستان کے صدر مملکت اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط میں مولانا مفتی محمودؒ کے رفقاء کا کردار تھا۔ درس کے بعد مولانا خیرالبشر کے ساتھ کافی دیر نشست رہی۔

مردان روانگی: ۹؍ مارچ پشاور سے مردان پہنچے۔ جہاں مردان مجلس کے عمائدین مولانا رومان حکیم، مولانا ضیاء الرحمن، مولانا محمد ندیم نے مبلغین کا خیر مقدم کیا اور انہیں شاہ خالد پلازہ میں واقع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خوبصورت دفتر میں لے جایا گیا۔ مبلغین کا سن کر جماعتی رفقاء دھڑا دھڑ دفتر پہنچنا شروع ہوگئے۔ پختون روایات کے مطابق تمام مہمانوں کا چائے پانی سے تواضع کیا گیا اور مردان سے ”زرشک“ روانہ ہوئے زرشک کے دارالعلوم میں تقریباً ساڑھے گیارہ بجے پہنچے اور دارالعلوم کے سینکڑوں طلبا سے خطاب کیا۔ تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا۔ دارالعلوم زرشک کے مہتمم مولانا ثناء اللہ اور ان کے رفقا نے مبلغین ختم نبوت کو خوش آمدید کہا۔ دیہات کے علاقہ میں واقع مدرسہ میں سینکڑوں طلبا اور پچیس اساتذہ کرام کا عملہ توکلاً علی اللہ تعلیم وتدریس میں مصروف ہے۔

جامعہ عبداللہ ابن عباس تخت بھائی میں: جامعہ عبداللہ بن عباس تخت بھائی میں ظہر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک اور نعت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ جامعہ کے مہتمم مولانا ابراہیم جان نے وفد کا خیر مقدم کرتے ہوئے راقم کو دعوت خطاب دی، مدرسہ ابن عباس کی بنیاد ۲۰۰۲ء میں حاجی فضل ربی نے رکھی۔ اس وقت مدرسہ کا اہتمام حاجی فضل ربی کے فرزند ارجمند مولانا ابراہیم جان سنبھالے ہوئے ہیں۔ صدر المدرسین مولانا محمد قاسم ہیں، جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں۔ جامعہ میں ۶۰۰ کے قریب طلبا زیر تعلیم ہیں، جن میں مدرسہ میں مقیمین کی تعداد ۵۰۰ ہے۔ درجہ اعدادیہ سے موقوف علیہ تک کتب کی تعلیم دی جاتی ہے۔

دارالعلوم شیر گڑھ: دارالعلوم شیر گڑھ کے مہتمم سابق ایم این اے مولانا محمد قاسم ہیں، جو جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنماؤں میں سے ہیں۔ شیر گڑھ کا دارالعلوم آنجناب کی سرپرستی اور اہتمام میں چل رہا ہے۔ دارالعلوم میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، خصوصاً فنون بڑی مہارت کے ساتھ پڑھائے جاتے ہیں۔ دارالعلوم میں عصر کے بعد بیان ہوا، جس میں کثیر تعداد میں طلبا نے شرکت کی نیز طلبا نے جناب نگر کورس میں بھی شرکت کا وعدہ کیا۔

مولانا عزیز گلؒ کی قبر مبارک پر: شیر گڑھ سے فارغ ہوکر مولانا ضیاء الرحمن، مولانا رومان حکیم اور مولانا عابد کمال کی معیت میں تحریک آزادی اور تحریک ریشمی رومال کے نامور راہنما، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے رفیق اسارت اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گلؒ کی قبر مبارک پر سخاکوٹ میں حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ مولانا کا انتقال ۱۹۸۸ء میں ہوا۔

مولانا عبدالحق نافع گلؒ کے مزار پر حاضری: مولانا عبدالحق نافع گلؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے ساتھی، جامعہ بنوری ٹاؤن کے ابتدائی زمانہ کے استاذ مولانا نافع گلؒ کی قبر مبارک پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی اور دیر تک دونوں بزرگوں کا ذکر خیر جاری رہا۔ دونوں حضرات اپنے زمانہ کی نامور شخصیات تھے۔ اللہ پاک دونوں کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین۔ (جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس سرگودھا میں شرکت

کراچی..... (حافظ محمد کلیم اللہ نعمان) ۲۳؍مارچ کو کراچی سے ختم نبوت کانفرنس سرگودھا میں شرکت کے لئے مولانا محمد رضوان، بھائی عمر اور مولانا عبدالرؤف کے ہمراہ سفر شروع ہوا۔ رات ۱۰ بجے فیصل آباد دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پہنچے اور وہیں قیام کیا۔ مبلغ ختم نبوت فیصل آباد مولانا غازی عبدالرشید نے خوب تواضع کی۔ صبح ناشتہ کے بعد جناب نگر کے لئے روانہ ہوئے، مولانا غازی عبدالرشید اسٹاپ تک رخصت کرنے کے لئے آئے۔ کچھ ہی دیر بعد قادیانیوں کے سینہ پر مونگ دلتا مینار ختم نبوت نظر آیا اور ہم چناب نگر مرکز ختم نبوت پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر مولانا اللہ وسایا، مولانا غلام رسول دین پوری، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا احمد وسایا اور دیگر کئی علماء کرام کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی شفقت کہ پورا ادارہ کا سروے کروایا اور زیر تعمیر ادارہ کا حصہ بھی دکھلایا، دل باغ باغ اور خوشی سے لبریز ہوا۔ بعد نماز ظہر حضرت نے پُرتکلف کھانے کا نظم کیا اور اپنی سواری پر سرگودھا کے لئے مفتی محمد راشد مدنی مبلغ ختم نبوت رحیم یار خان کی قیادت میں روانہ کیا۔ ۲۳؍مارچ کو سرگودھا پہنچے اور حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بعد عصر مولانا رضوان، مولانا عبدالرؤف اور بھائی عمر نے خاتم النبیین ہارٹ سینٹر جوکہ حضرت طوفانی نے تعمیر کرایا ہے، اس کا سروے کیا اور بعد مغرب کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ بعد نماز عشاء پروگرام کا آغاز قاری زبیر کی تلاوت اور نعمان بدیع اور زکریا کی نعت سے ہوا۔ بیانات مولانا اللہ وسایا، مولانا رفیق جامی، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد امجد خان، مفتی محمد راشد مدنی، مفتی طاہر مسعود، مولانا عبدالرشید، مفتی عبدالقدوس، مولانا سمیع اللہ، مولانا شاہنواز، مولانا ظہیر احمد، حافظ محمد وسیم اور محمد عرفان کے ہوئے، جبکہ نقابت کے فرائض مولانا نور محمد نے انجام دیئے۔ کانفرنس میں خصوصی شرکت حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہم نے فرمائی۔ کانفرنس کی نگرانی وسرپرستی حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی کرتے رہے۔ کانفرنس میں کئی ہزار عاشقان مصطفیٰ شریک ہوئے اور کانفرنس بخیروعافیت بوقت فجر اختتام کو پہنچی۔

تحریک پاکستان میں علما کا کردار

ایک پروپیگنڈے کا جواب

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

دین اسلام کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے اور اس عظیم کام کے لئے اس امت کے خاص لوگوں سے اللہ تعالیٰ کام لیتے رہتے ہیں اور ایسے خاصانِ خدا کو ہمارے عرف میں علما کہا جاتا ہے، اس طبقہ کا ادب واحترام درحقیقت دین الٰہی کا پھر حق تعالیٰ کا ادب واحترام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ان کے مقام ادب کا پاس نہ رکھے تو وہ کس قدر سنگین ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ دین بیزار لوگ علمائے دین کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے اس نزاکت کے احساس سے محروم رہتے ہیں۔ اسی قبیل کا ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ آزادیٔ ہند سے لے کر قیام پاکستان تک علمائے دین کے بے مثال کارناموں کو نہ صرف یہ کہ فراموش کردیا جاتا ہے، بلکہ الٹا ان کی کردار کشی کی جاتی ہے، کسی کو ہندو نواز کہا جاتا ہے اور کوئی علمائے دین کو انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے بھی عار نہیں کھاتا اور کسی کو قیام پاکستان کا مخالف کہا جاتا اور پاکستان کے لئے علمأ کی خدمات اور اس کے تحفظ کے لئے دی جانے والی قربانیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے ان کے خلاف قیام پاکستان کو اس کی منزل تک پہنچانے سے رکاوٹ قرار دیتے ہیں۔ یہ پروپیگنڈا تاریخی حقائق کو مسخ کرتا ہے اور بعض لوگ اپنی مغرب نوازی کو چھپانے کے لئے قیام پاکستان، آزادی پاکستان کی بابت علماکے کردار کا سوال اٹھاتے ہیں، اس لئے ہم آئندہ سطروں میں اس پروپیگنڈے کی حقیقت کشائی کی کوشش کرتے ہیں۔

عقل ودانش کا حامل ہر انسان جانتا ہے کہ آزادی قبضہ یا قید سے خلاصی کا نام ہے، اس لئے پاکستان کی جو آزادی ہمیں باور کرائی جاتی ہے' اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے قبل پاکستان پر قبضہ کی تاریخ بتائی جائے اور قبضہ کی تاریخ سے لے کر یوم آزادی تک قابضین سے قبضہ چھڑانے یا بالفاظ دیگر استخلاص وطن کی پوری تاریخ کو سامنے رکھا جائے۔

> اگر آزادی وطن کے روایتی مفہوم اور قیام پاکستان کے دینی نعرے کے نام پر قربانی کے عنوان سے علمأ کا کردار سمجھنا چاہیں تو بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ قیام پاکستان کے دینی نعرے کی بنیادوں سے لے کر پہلی قومی پرچم کشائی تک اکابر علمائے دیوبند میں سے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور ان کے متوسلین کی تائید وحمایت نہ ہوتی تو قیام پاکستان کو کبھی بھی دینی نعرے کی بنیاد پر حاصل نہ کیا جاسکتا تھا

سرزمین ہند کی تاریخ کا ادنیٰ طالب علم واقف ہے کہ ہندوستان پر مغلیہ سلطنت کی اپنے عروج سے زوال تک تین صدیوں سے زیادہ عرصہ (۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء) حکومت قائم رہی، سن ۱۵۹۹ء میں مغربی شاطر، سیاسی فکر، تاجرانہ روپ میں ارض ہند پر وارد ہوئی، ابتدائی طور پر باقاعدہ شاہی رسوم وآداب کے مطابق بادشاہِ وقت کی خدمت میں سلامی ونذرانے پیش کرتے رہے، رفتہ رفتہ تجارتی مراسم کے ذریعہ باہمی اعتماد کی فضا بنا کر اپنے سامان تجارت کے لئے گودام اور گودام کی حفاظت کے لئے مسلح گارڈ کے اجازت نامہ کے ذریعہ اسلحہ وبارود لایا گیا، آگے چل کر بڑے شہروں میں قائم یہی گودام درحقیقت انگریز کی عسکری چھاؤنیاں ثابت ہوئے، اور بالآخر سن ۱۸۵۷ء میں آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو معزول کرکے برطانوی سامراج ارض ہند کا فرمانروا بن بیٹھا، اور برطانوی سامراج کا یہ قبضہ ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء تقریباً ایک صدی پر محیط رہا، اس دوران اس ناجائز قبضہ سے ارض ہند کی خلاصی کے لئے کئی معرکے لڑے گئے، جن میں سرفہرست بالاکوٹ کا میدان کارزار ہے، شاملی کا معرکہ اور تحریک ریشمی رومال اور دیگر چھوٹی بڑی تحریکیں بھی اسی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔

تحریک استخلاص وطن درحقیقت ان دردمند مسلمانوں کی اندرونی کڑھن کا نتیجہ تھی، جن کو ہر لحظہ یہ خیال ستاتا تھا کہ برطانوی سامراج نے اپنی شاطرانہ چالوں کے جال بُن کر مسلمانوں سے اقتدار چھینا ہے، لہٰذا یہ اقتدار دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ آنا چاہیے۔ یہ جذبہ محض حب الوطنی کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ مسلم قیادت اسے اپنا دینی فریضہ بھی سمجھتی تھی۔ ظاہر ہے کہ دورِ غلامی میں حب الوطنی کا یہ جذبہ آس ویاس کے بیچ بچکولے ہی لے سکتا تھا، عملی میدان میں اترنے کے لئے درکار وسائل کے بغیر کوئی انقلابی قدم اٹھانا کیونکر ممکن تھا؟ یہی وجہ

ہے کہ ارضِ ہند میں ہندو اکثریت کے باوجود استخلاصِ وطن کی ابتدائی تحریک میں ہندو قیادت کی خاطر خواہ دلچسپی نہیں تھی اور مسلمانوں میں سے بھی صرف دینی قیادت ہی اپنے ایمانی جذبے اور مذہبی فریضے کے طور پر اپنی جانوں پر کھیلنے کو تیار ہوسکتی تھی، چنانچہ انہیں نعرہ ہائے آزادی کے اسی جرم کی پاداش میں انگریزی دور میں مختلف مقامات پر ہزاروں علماً کو سولی پر لٹکا دیا گیا، توپوں کے دھانوں پر باندھ کر اُڑایا گیا اور قید و بند کی صعوبتوں کی تاریخ تو مالٹا سے لے کر مالدیپ تک ہر جیل کے درو دیوار پر کندہ ہے۔

استخلاصِ وطن کے لئے، پورے پورے ملک کی آزادی کے لئے ان ساری قربانیوں میں اگر کسی کا نام لیا جاسکتا ہے تو صرف اور صرف علمائے ہند بالخصوص علمائے دیوبند اور ان کے پیروکاروں کا ہی نام ملے گا، حتیٰ کہ مسلم قیادت کے غیر علماً میں سے کوئی بھی نامی گرامی شخصیت ایسی نہیں ہے جس نے آزادیٔ وطن کے لئے جان دی ہو، یا کم از کم جیل یاترا کی سعادت پائی ہو، کیونکہ قربانی محض مذہبی وایمانی جذبہ کا ہی ثمرہ ہوا کرتا ہے اور مذہب وایمان سے بھلا علماء سے بڑھ کس کا رشتہ ہوسکتا ہے؟ ان علماً میں سرفہرست ۱۸۵۷ء میں تحریکِ آزادی اور قیام خلافت کا ابتدائی بیج بونے والے شاہ ولی اللہؒ، ان کا خاندان، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ، ان کے بعد حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ، مولانا عبدالماجد قادری بدایونیؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا محمد میاں انصاریؒ، مولانا عبدالقدوسؒ، مفتی محمد صادق کراچویؒ وغیرہ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) شامل ہیں۔

جب علماً کی قربانیوں کے نتیجے میں آزادیٔ ہند کی تحریک پھیلنے لگی تو اس کے وسیع دائرے میں کئی مسلم وغیر مسلم سیاسی رہنما بھی شریک سفر بنتے چلے گئے، اسی طرح ۱۸۸۵ء میں ہندوستانی قومیت کی بنیاد پر اجنبی دشمن سے آزادیٔ ہند کے لئے ایک بڑا الائنس (کانگریس) بھی وجود میں آ گیا، جس میں مسلم اور ہندو سیاسی قیادت یکجا دکھائی دینے لگی۔ یہ وحدت محض سیاسی وحدت تھی اور اس نکتہ پر قائم ہوئی تھی کہ ارضِ ہند پر اقتدار کا حق اہل ہند کو ہے، اجنبی قابضین کو ملک بدر ہونا چاہیے۔ یہ سیاسی فکر اسلامی اصولوں سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ تھی، اور اس اتحاد کی بنا پر ہندو اکثریت مسلمانوں کی جانب سے اُٹھائی گئی تحریک آزادی کی سپورٹر ثابت ہو رہی تھی، جس کے نتیجے میں قابض سامراج ملک بدری کے لئے مجبور ہو رہا تھا، چنانچہ اس نے جاتے جاتے ایک اور شاطرانہ چال چلائی کہ پہلے مسلم و ہندو اتحاد میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کی جس میں کسی حد تک کامیاب رہا، لیکن انگریز کو اس سے بڑی کامیابی بایں طور حاصل رہی کہ سامراج کے خلاف بغاوت میں بنیادی کردار ادا کرنے والی مسلم قوم سے انتقام لینے کے لئے اسے ایسی راہ پر الجھا گیا کہ وہ اپنی حقیقی مطلوبہ منزل (کل ہندوستان پر دوبارہ حکومت) کو ہر گز نہ پاسکیں۔ انگریز کو یہ بڑی کامیابی اس وقت میسر آئی جب مسلم قیادت جمعیت علمائے ہند اور مسلم لیگ کے عنوان سے تقسیم ہوکر آزادیٔ ہند کے فارمولے پر ایک دوسرے سے جداگانہ مطالبے کی حامل بن گئی، جمعیت علمائے ہند اپنے پرانے مطالبے (کل ہند کی آزادی) کو آزادی سمجھنے پر مصر تھی، جب کہ مسلم لیگ تقسیم ہند کے فارمولے کو آزادی سمجھ رہی تھی۔

ہمارے اس نظریاتی اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز بہادر قاضی انصاف بن کر کرسی قضا پر براجمان ہوا اور فریقین کے طور پر فیصلہ سنانے کے لئے ہمیں سامراجی کٹہرے میں لا کھڑا کیا۔ انصاف سے دیکھا جائے تو تقسیم کے فارمولے پر رضامند ہونا مسلم لیگ سے زیادہ جمعیت علمائے ہند کی سیاسی وفکری خودکشی تھی، کیونکہ استخلاصِ وطن کے لئے ان کے آباؤ اجداد کی کاوشیں ملک کے کسی ایک حصہ کے لئے نہیں پوری ارضِ ہند کے لئے تھیں، اسی بنا پر ان کا موقف یہ تھا کہ ملک کا بٹوارا آزادیٔ ہند کے شہداء کے خون اور غازیوں کی جدوجہد سے غداری ہے، نیز یہ کہ ہماری دھرتی ہم سے چھینی گئی ہے تو غاصب کو ہمارے درمیان کسی بھی نوع کے فیصلے اور انصاف کا کیا حق ہے؟ اس کا انصاف تو فقط یہ ہے کہ وہ ناجائز قبضہ ختم کرے، ہماری دھرتی کی تقسیم کا اسے کوئی اختیار نہیں۔

مگر دوسری طرف تقسیم کے حق میں مسلم وہندو قومیتوں کے درمیان اشتراکی عمل کو سیاسی مسئلہ سے آگے بڑھا کر مذہبی وفقہی مسئلہ بھی بنادیا گیا تھا، اور مسلم لیگی قیادت نے مسلم وغیر مسلم کے اشتراک عمل کو ہم نوا دینی قیادت کے ذریعہ ایسا حرام و ناجائز باور کرایا کہ ملک کی سیاسی تقسیم، اسلامی وفقہی جغرافیہ بن کے رہ گئی، اور ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا جذباتی نعرہ ایسا بلند ہوا کہ مسلمانان ہند کی کثیر تعداد کلمہ طیبہ کے احترام میں اور اس کے ضمن میں ظاہر کردہ نیک

مقاصد کی تلاش میں تقسیم ہند کے فارمولے پر رضامند ہوگئی، اور شاطر انگریز مسلم قوم کو پوری ہندوستانی سلطنت وحکومت لوٹانے کی بجائے ایک ایسے حصے پر قانع کرگیا جو پہلے ہی سے مسلم اکثریتی آبادی پر مشتمل تھا، اگر انگریز بہادر نے اپنی روایت کے مطابق واقعی انصاف فراہمی کا فریضہ نبھانا تھا تو اولاً مساویانہ تقسیم ہوتی، آدھا ہندوستان مسلم قوم اور آدھا غیرمسلم قوم کو دے دیتا، یا کم ازکم ہندو اکثریتی علاقوں میں سے کچھ حصہ ہندوؤں سے لے کر مسلمانوں کو دے دیتا، جسے انگریز کی طرف سے مسلم قوم کے لئے ''دین'' اور ''عطاء'' کہا جاسکتا، کیونکہ انگریز سرکار کا طریقہ بھی یہی تھا کہ وہ کسی کی بھی زمین لے کر اپنی وفاداری کے صلے میں کسی اور کو دے دیا کرتا تھا، مگر ایسا بھی نہ ہوا۔ اگر مسلم اکثریتی خطوں کی بنیاد پر تقسیم ہی انگریزی مذہب کے عہد عتیق میں رقم تھی تو کم ازکم تقسیم کی جغرافیائی لکیر لفظ ''پاکستان'' کے گمنام خالق مرحوم چودھری رحمت علی کے مجوزہ فارمولے کے مطابق ہوجاتی، یعنی عثمانستان، بانگ اسلام اور پاکستان' تو مسلمانوں کو بٹوارے میں فائدہ ہوتا، مگر بدقسمتی سے ایسا بھی نہ ہوسکا، بلکہ پہلے سے ہمارے زیر ملک، ہماری زمین ہمیں ہی خیرات میں چھوڑ کر ہمیں اپنا ممنون احسان بنا کر انگلستان سدھار گیا، اور طوق غلامی اپنے ہاتھ سے اپنے بڑے بھائی (امریکہ) کے ہاتھ تھما کر چلا گیا، اور ہم سادگی میں آزادی کے شادیانے ہی بجاتے رہ گئے، اور تقسیم کے حوالے سے اپنے نفع ونقصان کی درست تشخیص نہ کرپائے۔

اگر اس تاریخی پس منظر کے تناظر میں دیکھا جائے تو کوئی عالم دین اور سیاسی شعور کا حامل انسان شاید ہی ایسی تاریخ کا حصہ شمار ہونے کے لئے رضامند ہوسکے، مگر طرفہ یہ کہ مکار دشمن کی چالوں کو سمجھنے اور ان کے فارمولوں کو ٹھکرانے والے انگریز دشمن علماً کو ''قیام پاکستان کا دشمن'' قرار دیا جاتا ہے۔ اس انگریز دشمنی کو پاکستان دشمنی کہنا ایسے ہی غلط ہے جیسے تقسیم کو آزادی کہنا۔

اگر آزادی وطن کے روایتی مفہوم اور قیام پاکستان کے دینی نعرے کے نام پر قربانی کے عنوان سے علماً کا کردار سمجھنا چاہیں تو بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ قیام پاکستان کے دینی نعرے کی بنیادوں سے لے کر پہلی قومی پرچم کشائی تک اکابر علمائے دیوبند میں سے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور ان کے متوسلین کی تائید وحمایت نہ ہوتی تو قیام پاکستان کو کبھی بھی دینی نعرے کی بنیاد پر حاصل نہ کیا جاسکتا تھا، مسلم قوم محض لیگی قیادت کے تدین کی بنیاد پر تقسیم کے فارمولے کو کفر واسلام کا فارمولا ماننے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتی، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت قائداعظم سے سوال کیا گیا کہ مذہب کی بنیاد پر تقسیم کی صحت وسند کے لئے کون سے علمائے مذہب آپ کے ساتھ ہیں؟ تو قائد کا جواب تھا: ''مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑے عالم (حضرت تھانوی) ہیں، جن کا علم وتقدس وتقویٰ سب سے بھاری ہے، اور وہ ہیں مولانا اشرف تھانوی، جو چھوٹے سے قصبے (تھانہ بھون) میں رہتے ہیں، مسلم لیگ کو ان کی حمایت کافی ہے۔'' حضرت تھانویؒ تو قیام پاکستان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتے نہ دیکھ سکے، لیکن ان کی فکر کے حامل ان کے خواہرزادے شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ قیام پاکستان کی باقاعدہ رسومات میں اول دستہ رہے، چنانچہ مغربی پاکستان میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے پرچم کشائی فرمائی اور مشرقی پاکستان میں علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے قومی پرچم لہرایا اور ان ہی بزرگوں کی کاوشوں سے قرارداد مقاصد تیار ومنظور ہوئی۔

یہاں تک پاکستان کی آزادی اور پاکستان کے قیام میں علماً کی ضرورت اور کردار کا ایک پہلو سمٹ جاتا ہے، اور قیام پاکستان کا دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کے بعد وطن عزیز انگریز کی پروردہ تربیت یافتہ بیوروکریسی کے حوالے ہوجاتا ہے، اب پاکستان کے مطلب کی تعیین، تشریح اور عملی تطبیق انہیں ''مخلصین دین وملت'' کے سپرد ہوجاتی ہے اور گویا علماً کی ضرورت پوری ہوگئی اور ان کے ''ناتواں کندھوں'' سے پاکستان کے مطلب کی تعیین وتطبیق کا بوجھ اٹھالیا جاتا ہے، یہاں تک کہ قائداعظم کی خواہشات وسفارشات کو بھی بڑھاپے کی ناکارہ آرزوؤں کی ٹوکری میں پھینک کر مغرب کی کورانہ تقلید کی رسم بڑھائی جاتی ہے اور ماہ وسال کے گزرنے کے ساتھ یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔

لیکن اب بھی علمائے اسلام ان حقائق سے بخوبی آگاہ وآشنا ہونے کے باوجود قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کے حصول کے لئے مسلسل اپنا کردار ادا کررہے ہیں اور تقسیم کے فارمولے سے دور اندیشانہ سیاسی اختلاف کے حاملین علماً ہوں یا ہندوستان کی تقسیم کو شرعی تقسیم کہنے والے علماً' سب کا اس پر اتفاق ہوچکا ہے کہ پاکستان کے نام سے معرض وجود میں آنے والی مملکت خداداد کا تحفظ ودفاع اور اسے اس کی حقیقی منزل تک لے جانا تمام علمائے امت کا مذہبی فریضہ بن چکا ہے۔ تقسیم کے نتیجے میں ایک حقیقت سامنے آجانے کے بعد اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ کسی مقام پر مسجد کے بننے' نہ بننے میں اختلاف ممکن ہے، لیکن اختلاف کے باوجود جب اسی مقام پر مسجد بن جائے تو اس کا تقدس وتحفظ اور تعمیر وترقی' مذہبی ضرورت اور فریضہ بن جاتا ہے، لہٰذا جمعیت علمائے ہند کے نظریۂ آزادی کے

حامل علماءؒ ہوں یا مسلم لیگ کے نظریۂ تقسیم و آزادی کے حامل علماء ہوں، بلکہ کسی بھی مسلک کے علماء ہوں، سبھی یکجا ہوکر ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ، دفاع اور بقا و استحکام کے لئے ہر ممکن تگ و دو کرتے چلے آئے ہیں، مگر انصاف سے کہا جائے تو قیام پاکستان کے بعد پاکستان کو ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کے مطلب و مقصد کی گم کردہ منزل کی طرف لے جانے میں ان علماءؒ کا حصہ زیادہ ہے جو عام طور پر قیام پاکستان کی مخالفت کے الزام اور پروپیگنڈے کا نشانہ بنائے جاتے رہے ہیں۔

چنانچہ آزادی کے بعد علماءؒ کی ایک جماعت کی پیش کردہ متفقہ قراردادِ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ۱۹۵۲ء کا آئین اور ۱۹۷۳ء کا آئین علماءؒ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے، اور تحریک نظام مصطفیؐ کے لئے قربانیاں بھی علماءؒ نے دیں۔ قراردادِ مقاصد سے لے کر یہاں تک جن علماءؒ کے نام لئے جاسکتے ہیں، ان میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، محدث بے مثال علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ، قاضی عبدالصمد سربازیؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا حبیب اللہ تھیریؒ، مولانا محمد صادق کراچویؒ رحمہم اللہ جمیعا کے اسمائے گرامی پاکستان کی آئینی تاریخ کا حصہ ہیں۔

اب بھی الحمدللہ! انہی بزرگوں کی روحانی اولاد وطن عزیز کو قیام پاکستان کے حقیقی مقصد تک پہنچانے کے لئے ہر محاذ پر کوشاں ہے، مگر سامراج سے متاثر طبقہ نہ صرف یہ کہ علمائے دین کو قیام پاکستان کے مقصد کی طرف بڑھنے نہیں دیتا، بلکہ اس طرف توجہ دلانے کو ملک دشمنی اور ملک سے غداری قرار دیتا ہے، لیکن بہی خواہانِ پاکستان کو مژدہ ہو کہ یہ علمائے کرام ان روحانی ہستیوں کے فیض یافتہ ہیں جو تمام تر رکاوٹوں کے باوجود اللہ کی مدد کے ساتھ اپنے اس مقصد پر کاربند بھی رہیں گے اور قیام پاکستان کے اصل مقصد کو بھی عوام کے سامنے تازہ کرتے رہیں گے اور اس کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، کیونکہ علمائے کرام کا یہ طبقہ مملکت خداداد پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لئے دعا گو ہے، اسی طرح اس کی نظریاتی حدود کی حفاظت کا اپنے کو ذمہ دار سمجھتا ہے۔

☆☆..................☆☆

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لئے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام
فیصل FOODS ستارہ ڈی گراؤنڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزاء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

35 واں

سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
انشاء اللہ

14 مئی 2016 تا 3 جون 2016

بمطابق

6 شعبان 1437ھ تا 26 شعبان 1437ھ

زیر سرپرستی
استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر
عبدالرزاق اسکندر صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نوٹ: کورس میں شرکت کرنے والے ہر طالب علم کو مجلس کی طرف سے 5 ہزار روپے کی کتب فری دی جائیں گی

◆ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ◆ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ◆ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی ◆ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

برائے رابطہ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
0300-4304277
0300-6733670